# امام ابوالحسن الماوردی رحمۃ اللہ علیہ کے تفسیری مصادر اور منہج واسلوب

## سورۃ الصافات، ص اور الزمر کا اختصاصی مطالعہ

# Imam Abū al-Ḥasan al-Māwardī's Tafsiri Sources, Methodology, and Style: A study of Sūrat Al Saaffat, Sad and Az- Zumar

**Muhammad Saad**
*PhD Research Scholar, Department of Islamic Studies,*
*Qurtaba University of Science and Information Technology,*
*Peshawar Khyber Pakhtunkhwa*
*Email: muhammadsaadq1995@gmail.com*

**Abstract**
Surah As-Saffat is a Makkī Sūrat of the Holy Quran. It consists of five Rukus and 182 verses. This Surah primarily emphasizes Tawheed (monotheism) — the oneness of Allah. It begins with oaths sworn by Allah to declare that He alone is the true God. He created the heavens and the earth and adorned the sky with stars, guarding it from devils. In the third Ruku, the story of Prophet Ibrahim (peace be upon him) and his people is narrated. The Surah also recounts the sacrifice of Prophet Ismail (peace be upon him), where Allah accepted a ram in his place. The fourth Ruku briefly mentions other Prophets such as Musa, Ilyas, and Lūṭ (peace be upon them). The fifth and final Ruku describes Prophet Yunus (peace be upon him), his ordeal in the belly of the fish, and his eventual return to his people. The Surah firmly rejects the belief that Allah has children or that angels are His daughters. Allah is free from such attributions.
Surah Sad is also a Makkī Sūrat with five Rukus and 88 verses. Its main teachings include: The destruction of disobedient nations such as the people of Nuh, 'Aad, Thamud, Pharaoh (Firaon), the people of Lūṭ, and the companions of the Wood (Ashabul Aika). The trials and virtues of Prophets Dawud and Sulayman (peace be upon them). The story of Adam (peace be upon him) and Iblis. The patience of Prophet Ayyub (peace be upon him). The Surah ends by commanding the Prophet (peace be upon him) to clearly declare that he seeks no reward or compensation for his prophethood. The Quran is guidance from Allah, and those who reject it will see the consequences of their denial.
Surah Az-Zumar, revealed in and around Makka, comprises eight Rukus and 75 verses. Surah Az-Zumar begins by affirming that the Quran is revealed by Allah, the Almighty and Wise. Its main messages are: The

command to worship Allah alone. Clarification of monotheism, condemnation of polytheism and its ultimate failure. Declaration of Allah’s mercy. The condition of the inhabitants of Hell versus the honor of the dwellers of Paradise.

The author, being an eminent jurist of his time, his primary engagement was with judicial and fiqhi (jurisprudential) matters, Imam al-Mawardi’s work in the field of tafsir holds a significant and respected position among classical Islamic scholarship. His tafsir, “al-Nukat wa al- ‘Uyun”, incorporates both tafsir bil-ma’thūr (interpretation through transmitted reports from the Prophet Muhammad (peace be upon him), the Companions, and the Tabi‘un) and tafsir bil-Ma’qool (refers to interpretation of the Qur’an using reason and intellect). Most of the compiled material has been drawn from the tafasir of al-Tabari, Ibn Abi Hatim, Mujahid, ‘Abd al-Razzaq ibn Hammam, and Muqatil ibn Sulayman, among others. Hadiths cited in this tafsir are sourced from Sahih al-Bukhari, Sahih Muslim, the Sunan al-Arba‘ah (Abu Dawud, al-Tirmidhi, al-Nasa’i, and Ibn Majah), Musnad Ahmad, and Sahih Ibn Hibban etc. Imam al-Mawardi (rahimahullah) narrated 820 statements from 126 narrators within three primary categories of interpretation. He also presents his own scholarly insights and reflections. He did not always include the full chains of transmission (isnad) when quoting hadith and reports. There are 58 instances where he cites a statement without attributing to a specific narrator or source. This approach is consistent with the scholarly methods of many classical mufassirun, who sometimes omit isnad when quoting widely accepted reports for the sake of brevity and focus on meaning.

**Keywords:** Tafsiri Sources, Al-Nukat wa Al-'Uyun, Methodology and Style of Tafsir, Surah Al Saaffat, Surah Sad, Surah Az- Zumar, Tafsir bil-ma’thūr and tafsir bil-Ma’qool

## امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ: نام اور پیدائش

آپ رحمۃ اللہ علیہ چوتھی اور پانچویں صدی ہجری کے ایک بڑے فقیہ اور مفسر گزرے ہیں، ۳۶۴ھ کو بصرہ میں پیدا ہوئے۔ پورا نام ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب البصری الشافعی الماوردی رحمۃ اللہ علیہ[1] (میم اور واو کے زبر اور را کے سکون کے ساتھ) ہے، عرق گلاب کا کاروبار کرنے اور عطر فروشی کے سبب ماوردی کے نام سے مشہور ہوئے[2]، آباء واجداد میں بھی بعض اسی کاروبار کے ساتھ منسلک تھے[3]۔

ابتدائی تعلیم کا آغاز بصرہ سے کیا اور مفسرین، محدثین اور ادباء کے مجالس میں بیٹھ کر ان سے فیض حاصل کیا، بصرہ

میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے أبو القاسم الصیمری رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ پڑھا[4]۔ علمی اسفار میں بصرہ سے بغداد اور پھر صیغہ "یقال" کے ساتھ شمس الدین أحمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد سے دوبارہ بصرہ کی طرف سفر کا تذکرہ کیا ہے اس کے علاوہ کوئی اور سفر کا تذکرہ نہیں ملتا۔ ابن الأهدل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ بغداد سے بصرہ کے لئے روانہ ہوئے تو ابن الأحنف کے اشعار پڑھے[5] جبکہ شمس الدین أحمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سفر کے حوالے سے صیغہ "یقال" کے ساتھ لکھتے ہیں کہ جب امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ بغداد سے دوبارہ بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو اس وقت آپ عباس بن الأحنف کے اشعار پڑھ رہے تھے[6]، لیکن اس کی وجہ معلوم نہیں ہے کہ آپ نے خود سفر کیا یا آپ نکالے گئے۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ناراضگی روانگی کے دوران ان اشعار کو پڑھنے سے معلوم ہوتی ہے جو یہ ہیں۔

"أقمنا كارهين لها فلما — ألفناها خرجنا مكرهينا
وما حب البلاد بنا ولكن — أمرّ العيش فرقة من هوينا
خرجت أقرّ ما كانت لعيني — وخلّفت الفؤاد بها رهينا"[7]

جنہیں ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ[8] نے ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ انہوں نے بصرہ سے نکالے جانے کے وقت کہے تھے۔ لیکن ان کے کتب اور شاگردوں کا جو تذکرہ ملتا ہے وہ بصرہ ہی میں تھے۔

## امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں قاضی ابو القاسم الصیمری رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ پھر بغداد جا کر ابو حامد اسفرائینی رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ پڑھی۔ اس کے بعد حسن بن علی الجبلی، محمد بن المعلی الازدی، جعفر بن محمد بن المارستانی، اور ابو محمد البافی رحمۃ اللہ علیہم سے علم حاصل کیا۔

## امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ:

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ اپنے علم اور کثرت تلامذہ کی وجہ سے مشہور ہیں۔ ان کے مشہور شاگرد خطیب بغدادی، عبد الغنی بن نازل بن یحیی الالواحی، علی بن سعید العبدری، محمد بن احمد بن عبد الباقی الربعی الموصلی، ابو العز بن کادش اور ابو الفضل الہمدانی رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار شوافع کے چند گنے چنے علماء میں سے ہوتا ہے، اسی طرح تفسیر و اصول تفسیر کے بھی امام تھے۔ حافظ المذہب اور عربی زبان پر کامل دسترس رکھنے والے تھے۔ عباسی خلفاء کے ہاں ان کا بڑا رتبہ تھا امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں جلیل القدر امام اور بلند شان والے کا لقب دیا ہے۔ اور خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ ان کا شمار فقہاء شافعیہ میں ہوتا ہے اسی وجہ سے انہیں خلافت عباسیہ میں کئی بار قاضی القضاء کا عہدہ پیش کیا گیا، مزید یہ کہ میں ان سے لکھتا تھا اور وہ ثقہ تھے[9]۔

## امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف:

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف علوم مثلاً تفسیر، فقہ، نحو، سیاست شرعیہ میں کتابیں لکھی ہیں:

1) **الحاوي الكبير:** یہ کتاب فقہ شافعی کے اہم مصادر میں سے ہے۔اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ امام ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے ہوتا ہے کہ جو کوئی اس کتاب کا مطالعہ کریگا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تجر علمی اور معرفت تامہ اس پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی[10]۔ یہ کتاب مختصر المزنی کی شرح ہے۔اس کتاب کو دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان نے شائع کیا ہے۔ مقدمہ کتاب کے لئے ایک جلد مختص کیا ہے اور اس کے علاوہ یہ کتاب انیس جلدوں پر مشتمل ہے۔

2) **الإقناع فى الفقة:** ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے فقہ کو چار ہزار صفحات تک بڑھایا جس سے مراد "الحاوي الكبير" ہے اور پھر اس کو چالیس صفحات میں مختصر کیا جس سے مراد "الإقناع فى الفقة" ہے[11]۔

3) **أدب الدنيا والدين:** اس کا اصل نام "النهضة العليا في أدب الدين والدنياء" ہے، یہ کئی مرتبہ شائع ہو چکا ہے اور اس کے شروح و حواشی بھی لکھی گئی ہیں[12]۔

4) **الأحكام السلطانية:** یہ کتاب دارالحدیث قاہرہ نے ۱۴۲۷ھ کو أحمد جاد کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں شائع کی ہے۔جو کہ اہل علم کے ہاں بہت زیادہ مشہور و مستعمل ہے[13]۔

5) **أعلام النبوة:** یہ کتاب بھی کئی مرتبہ شائع ہو چکا ہے، اور اہل علم کے درمیان بہت زیادہ مشہور و مستعمل ہے[14]۔

6) **كتاب الأمثال و الحكم:** اس کا ایک نسخہ لندن کے مکتبہ میں برقم ۳۸۲ موجود ہے، اور مصری جامعات اسکندریہ میں چھپ چکا ہے[15]۔

7) **أدب الوزير:** اس عنوان سے قاھرہ میں ۱۳۴۸ ھ کو شائع ہوا لیکن اس کتاب کا اصل عنوان "قانون الوزارة والسياسة الملک" پھر دکتور محمد سلیمان داؤد نے اس کتاب پر تحقیق کی اور ۱۹۷۶ء کو استنبول بعنوان "الوزارة" شائع کیا[16]۔

8) **أداب القاضى:** یہ کتاب الحاوی الکبیر کا ایک جزء (حصہ) ہے جس کو محیی ھلال السرحان کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوا ہے[17]۔

9) ابن الجوزي نے امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات میں "المقترن" کا بھی ذکر کیا ہے[18]۔

(١٠) كتاب الكافي في شرح مختصر المزني[19]۔ (١١) كتاب نصيحة الملوک[20] ، (١٢)كتاب التسهيل النظر، وتعجيل الظفر[21]، (١٣) كتاب البيوع[22]، (١٤) كتاب امثال القرآن، (١٥) كتاب النحو، (١٦) معرفة الفضائل، (١٧) اداب التكلم، (١٨) تفسير القرآن المسمى بالنكت والعيون: جو کہ قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی میں زیر تحقیق ہے۔

ان کے یہ چند تراجم و تصانیف معلوم ہیں لیکن کئی سارے معلوم نہیں ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے اپنے ایک شاگرد کو بلایا اور کہا کہ فلاں جگہ میں میرے بہت سارے تصانیف اور تراجم پڑے ہیں، اور میں نے ابھی تک انہیں اشکارا نہیں کیا ہے۔میری نزع کے وقت آپ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں رکھنا اگر میں نے تیرا ہاتھ پکڑا اور دبایا تو سمجھ لینا کہ ان کتابوں کی تصنیف میں میری نیت خالص اللہ کے لئے نہیں تھی تو اسے دریائے دجلہ میں گرادینا، اور اگر میں نے تیرا ہاتھ نہ دبایا تو سمجھ لینا کہ میری نیت خالص تھی اور یہ عند اللہ میری قبولیت ہوگی، اور میرے تصانیف کو عوام کے سامنے پیش کرنا، ان کے شاگرد کہتے ہیں کہ وفات کے وقت میں نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں رکھا تو انہوں نے دبایا نہیں بلکہ چھوڑا تو میں نے ان کے کتب کو عوام کے سامنے پیش کیا[23]۔

## امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ اور ان پر لگائے گئے تہمت اعتزال کی حقیقت:

علماء کرام نے امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ کے بارے میں بہت اختلاف کیا ہے، اس کی وجہ ان کی تفسیر میں معتزلہ کے بعض اقوال کا نقل کرنا ہے۔امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ فی نفسہ صادق ہے لیکن معتزلی ہے[24]۔ لیکن ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ پر رد کیا ہے اور کہا ہے کہ ان پر اعتزال کی تہمت لگانا درست نہیں ہے[25]۔امام عبد الحي بن أحمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ اپنے طبقات میں ذکر کرتے ہیں کہ بعض مسائل میں انہوں نے معتزلہ کی موافقت اختیار کی ہے جیسے قدر کے مسئلے میں، دوسرے مسائل میں ان کی موافقت اختیار نہیں کی ہے بلکہ بعض مسائل میں ان کی مخالفت اختیار کی ہے جیسا کہ جنت کے بارے میں[26] یعنی جنت اور دوزخ پہلے سے ہی پیدا اور تیار کئے گئے ہیں۔

امام ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کو اس مسئلے میں معذور سمجھتا ہوں کہ لوگوں نے ویسے ہی ان پر اعتزال کا حکم لگایا ہے۔اور انہوں نے قرآنی آیات کی تفسیر میں اہل السنہ اور معتزلہ دونوں کے اقوال نقل کئے ہیں تا کہ ان اقوال میں سے حق اور باطل کا فرق واضح ہو جائے۔ ان کا مقصد صرف ان تمام اقوال

کو جمع کرنا ہے۔اس وجہ سے کبھی کبھی ان کے اقوال معتزلہ کے موافق ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ معتزلی نہ تھے جیسے خلق قرآن کے مسئلے میں وہ معتزلہ کے خلاف تھے لیکن قدر کے مسئلے میں ان کے موافق تھے(27)۔

## امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اقوال العلماء:

1) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ شوافع کے بڑے فقیہ تھے،اصول فقہ اور فروع میں ان کی متعدد تصانیف ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ مختلف ممالک کے قاضی رہے ہیں(28)۔

2) امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ شوافع کے بڑے فقیہ تھے،انہوں نے فقہی اصول وفروع میں بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں،اور ثقہ ونیکوکار تھے(29)۔

3) امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر عالم تھے،ان کو مذہب پر دسترس حاصل تھی اور جمیع علوم میں کامل مہارت رکھتے تھے(30)۔

4) امام ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ شوافع کے کبار فقہاء میں سے تھے شافعی مذہب کے حافظ تھے،اور فقہ شافعی میں انہوں نے کتاب حاوی کبیر تصنیف فرمائی اور جو اس کتاب کا مطالعہ کریگا تو آپ کی تبحر علمی اور معرفت تامہ اس پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی(31)۔

5) امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ فقہ شافعی کے حافظ تھے، عظیم القدر عالم تھے اور ہر فن میں آپ کی تصانیف ہیں(32)۔

6) حافظ محمد بن أحمد ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ امام العلامہ، قاضی القضاۃ تھے اور ان کی کئی تصانیف ہیں(33)۔

7) علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ایک باعزت، باوقار اور حلیم ادیب تھے، ادب اور شدت احتیاط کی بنا پر کبھی کسی سے سوال نہ کرتے تھے(34)۔

8) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لسان المیزان میں شیخ ابو اسحاق کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اما م ماوردی رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں تشریف لائے اور تدریس وتصنیف کا کام سرانجام دیا، فقہ شافعی کے حافظ تھے اور بہت سے ممالک کے قاضی رہ چکے تھے(35)۔

9) طبقات الشافعیہ میں تاج الدین السبکی نے ان کا شمار فقہاء شافعیہ کے کبار علماء میں کیا ہے ۔امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ شافعی مذہب کے متعصب فقہاء میں سے نہیں تھے بلکہ اپنی مذہب کے ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب پر بھی اچھی طرح عبور رکھتے تھے جب وہ اپنی تفسیر میں کسی فقہی مسلہ یا فقہی احکام کے متعلق آیات ذکر کرتے ہیں

توشافعی مذہب کے اقوال کے علاوہ دوسرے مذاہب کے ائمہ کے اقوال بھی ذکر کرتے ہیں۔ جیسے امام اوزاعی اور امام ثوری رحمۃ اللہ علیہما کے اقوال نقل کرتے ہیں اور یہی راسخین فی العلم علماء کا مسلک ہوتا ہے۔ کہ وہ دوسرے مذاہب کے علماء کے آراء اور اقوال کا احترام کرتے ہیں اگر چہ وہ ان کے مخالف ہوتے ہیں۔ اور کبھی کبھار امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ مذہب شافعی کے خلاف اپنی ایک رائے بیان کرتے ہیں(36)۔

## امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ منگل کے روز ربیع الاول کے مہینے میں ۸۶ سال کی عمر میں ۴۵۰ھ کو اس فانی دنیا سے رحلت فرماگئے، نماز جنازہ خطیب بغدادی نے پڑھایا(37)۔ اور امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کو بروز بدھ مقبرہ باب حرب میں دفن کیا گیا(38)۔

"إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعونَ" (البقرہ،۲:۱۵۶)۔

## امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر "النکت والعیون" کا تعارف:

تفسیر "**النکت والعیون**" امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کی مرتب کردہ ہے۔ انہوں نے تفسیر کے مقدمے میں اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے جب ہم نے اس کے نام کے بارے میں تتبع اور تلاش شروع کی تو مختلف ناموں کے ساتھ اس کا تذکرہ ملا، جس میں اس کا اصل نام "النکت والعیون(39)" بھی ملا، کہیں پر "تفسیر الماوردي(40)"، کہیں پر "العیون في تأویل القرآن(41)" اور بعض مصادر میں ان کی تفسیر کا تذکرہ ملتا ہے لیکن انہوں نے نام ذکر نہیں کیا ہے(42)۔ جبکہ بعض نے اسے "النکت(43)" کا نام دیا ہے۔ "النکت" "نکتہ" کی جمع ہے اور اس کا معنی ہے "النقطة السوداء فی الابیض والبیاض فی الاسود"(44) جبکہ اصطلاح میں "هي المسائل اللطیفة التی اخرجت بدقة نظرٍ و امعان فكرٍ"(45) وہ لطیف مسائل جو دقت نظر اور فکر کی گہرائی سے معلوم کئے جاتے ہیں۔ اور "عیون" "عین" کی جمع ہے اس کا معنی ہے "وعین الشئ هو النفیس منه"(46) یعنی عین کسی چیز کا وہ ہوتا ہے جو اس سے قیمتی ہو۔ تو اس کا معنی ہو گا "إنها المسائل اللطیفه النفیسه المستخرجة بدقة من التفسیر" وہ لطیف اور نفیس مسائل جو دقت نظر سے تفسیر سے اخذ کئے جاتے ہیں۔ تفسیر کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ تفسیر میں مختلف فرق اسلامیہ کے اقوال نقل کرتے ہیں، اور ان کا حوالہ نہیں دیتے کبھی صحابہ سے، کبھی تابعین سے اور کبھی کبھی تابع التابعین سے تفسیری اقوال لیتے ہیں اور اس طرح معتزلہ اور صوفیہ سے بھی اقوال لیتے ہیں۔ اور شاید اس سے ان کا غرض بہت سارے اقوال کو جمع کرنا ہوتا ہے تا کہ اپنے تفسیر کو سلف اور خلف کے اقوال کا جامع بنائے اور اس میں کسی پر رد بھی نہیں کیا۔ اصم(47) اور

ابن بحر[48] جیسے معتزلہ کے اقوال بھی ذکر کئے ہیں۔

حسن ترتیب کے حوالہ سے یہ تفسیر ایک الگ شان رکھتی ہے۔ ہر آیت کی تفسیر میں سارے اقوال کو ترتیب وار پہلا، دوسرا اور تیسرا تا آخر تفصیل سے بیان کرتا ہے اور قائل کا بھی ذکر کرتا ہے۔ مختلف اقوال کے لئے مختلف عبارات استعمال کرتے ہیں جو درجہ ذیل ہیں۔

1. "اختلف أهل العلم فيها، على ثلاثة أقاويل أو أربعة أو أكثر" [49]۔
2. "ففيه تاويلان أو ثلاثة تاويلات أو أكثر" [50]۔
3. "فيه وجهان أو فيه ثلاثة أوجه"[51] أو أكثر اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا قول "إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ"(الانفطار،82:1) امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ،"فيه وجهان :أحدها: انشقت و الثانی :سقطت"۔
4. "يحتمل معنيين [52]أو يحتمل وجهين[53] أو أكثر"۔

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں نہ صرف سلف اور خلف کے اقوال کو جمع کیا ہے بلکہ بعض اوقات اپنے اقوال بھی شامل کرتا ہے تو وہاں لفظ "یحتمل'' اور "محتمل'' کے ساتھ اس کا ذکر کرتا ہے۔ اور ایسے مقامات کئی سو پائے جاتے ہیں مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ کے اس قول" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ " (التوبہ، ۹: ۳٤ )امام ماوردی "وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس میں دو اقوال ہیں۔

پہلا کہ انہیں حق اور ہدایت سے منع کیا۔

"دوسرا کہ انہوں نے اپنے عقیدے کے لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے سے منع کیا کہ ان پر اپنا دین خلط ملط ہوا ہے۔

یہ دو معانی ان کے اپنے اجتہاد سے ممکن نہیں ہے جب ہم نے تفسیر طبری کی طرف رجوع کیا جو کہ اصل مصادر میں سے ہے تو انہوں نے یہی دو محتملات ذکر کئے ہیں جو کہ امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کئے ہیں"۔

اسی طرح امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ لفظ "یحتمل" استعمال کرتے ہوئے قول بمعہ قائل کے ذکر کرتا ہے جیسا کہ آیت ہے "وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ"(ھود،17:11) میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں پانچ اقوال ہیں، اور ہر قول کی نسبت قائل کی طرف کرتا ہے پھر قول سادس کی نسبت ابن بحر کی طرف کرتا ہے۔ تو اس اعتبار سے اس کے ہر قول پر اس کے رائے کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا کیونکہ انہوں نے اس قول کی نسبت اپنی طرف نہیں بلکہ اس کے قائل کی طرف کی ہے۔ مقدمہ تفسیر میں اس لفظ کو محض اس لئے ذکر کیا ہے کہ اس کا قول دوسروں کے قول سے الگ ہو جائے۔

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ تفسیری اقوال ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اس میں تین یازیادہ تاویلات، دویازیادہ توجیہات، تین یازیادہ اقوال ہیں لیکن ایک نئے معنی کا اضافہ بھی کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں، کہ اس میں تین یاچار احتمالات ہیں۔ تفسیری اقوال بمع قائلین کا ذکر کرنے سے تفسیر ماوردی پر قاری کے اعتماد میں اضافہ ہوتا ہے۔

## امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر "النکت والعیون" کا تفسیری منہج واسلوب:

1) "**تفسیر النکت والعیون**" کاشمار اولین تفاسیر میں ہوتا ہے، جو کہ مصحف عثمانی کے مطابق ہے۔

2) جن آیات کا سبب نزول وارد ہوا ہے تو امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا شان نزول بیان کیا ہے، خاص طور پر جن کے معنی متشابہات میں سے ہیں اور ان کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کچھ آثار مروی ہیں۔

3) جن مفردات کی تشریح کی ضرورت محسوس کی ہے ان کے معانی بیان کئے ہیں۔ اسی طرح جن آیات کے معنی میں کئی احتمالات یا مفسرین کا اختلاف ہوتا ہے تو اس کے کئی معانی ذکر کئے ہیں جیسا کہ مختلف قراءات، وجوہ اور فقہی احکامات والے آیات۔

4) یہ تفسیر عرصہ دراز تک مخطوطہ پڑا رہا بعد میں عبد الرحمٰن الشایع نے جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ سے ۱۴۰۶ھ میں ابتداء سے سورۃ المائدہ تک تحقیق کی لیکن تاحال طبع نہ ہوا تھا، اس سے پہلے ۱۴۰۲ھ میں خضر محمد خضر کی تحقیق اور عبد الستار ابو غدہ کے مراجعہ کے ساتھ یہ تفسیر وزارت اوقاف امور اسلامیہ کویت کی طرف سے چار جلدوں میں طبع کی گئی لیکن اس پر بھی کسی کو کوئی اطلاع نہیں ہوئی۔

5) آخری مرتبہ مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت نے عبد المقصود بن عبد الرحیم کے تحقیق کے ساتھ چھ جلدوں میں 2012ء کو طبع اور شائع کیا۔ جو ہمارے سامنے موجود ہے۔

6) پہلے ہم امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کے تفسیری مصادر ذکر کریں گے یعنی جن تفاسیر، کتب قراءات، کتب احادیث وآثار، کتب لغت والنحو والشعر، کتب فقہ اور کتب تاریخ والسیر والاخبار سے اقوال نقل کرتے ہیں اور ان کو بطور استشہاد پیش کرتا ہے جس سے ہمیں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کا تفسیری منہج معلوم ہو جائیگا۔

## تفسیری مصادر:

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں عبد اللہ بن عباس، ابن مسعود، ابی بن کعب اور حذیفۃ الیمان رضی اللہ عنہم وغیرہ کے اقوال نقل کرتے ہیں، تابعین میں امام مجاہد، امام حسن بصری، امام سدی، امام عکرمہ، امام سعید بن جبیر، امام قتادہ، امام مسروق، امام عطاء بن ابی رباح اور امام ربیع رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ سے اور تبع تابعین میں امام عبد اللہ بن سائب کلبی، امام مقاتل بن سلیمان اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہم، وغیرہ سے اقوال نقل کرتے ہیں۔ بعد کے مفسرین

سے بھی نقل کرتے ہیں جیسے امام ابن جریر طبری، امام ابن اسحاق، امام عبد الرحمٰن بن ابی حاتم، امام ابو بکر النقاش، امام ابو ذکریا الفراء، امام ابو اسحاق الزجاج، امام یحیٰ بن سلام، امام ابو مسلم محمد بن بحر الاصفھانی، امام عبد الرحمٰن بن کیسان الاصم اور امام ضحاک رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ شامل ہیں۔

**مصادر قراءت:**

کتاب القراءات لابی عبید القاسم بن سلام (۲۲۴ھ)، کتاب القراءت لابی حاتم سجستانی (۲۵۵ھ)، کتاب القراءت لاحمد بن جبیر بن محمد الکوفی (۲۵۸ھ)، کتاب القراءات قاضی اسماعیل بن اسحاق المالکی صاحب قالون (۲۸۲ھ) رحمۃ اللہ علیہم۔

**مصادر احادیث وآثار:**

تفسیر پر تفسیر بالماثور کا رنگ غالب ہے چنانچہ قرآنی آیات کے تحت احادیث مبارکہ لاتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار بھی نقل کرتے ہیں، جیسے علی بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ سے اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے تفردات پر رد بھی کیا ہے جیسے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا معوذتین کی یہ رائے کہ معوذتین قرآن کا حصہ نہیں ہیں، یہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا تھی جس کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل سے پناہ طلب کرتے تھے[54]۔ احادیث اور آثار کے نقل کرنے میں سند کا التزام نہیں کرتے بلکہ متن ذکر کر کے یہ باور کراتے ہیں کہ اس کا سند دوسرے تفاسیر جیسے ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ، ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور الدرالمنثور میں موجود ہے اور مفسرین کی اکثریت کا یہی طریقہ کار ہے۔ زیادہ تر صحیح اور حسن اقوال ذکر کرتے ہیں، کبھی کبھار ضعیف اقوال بھی لاتے ہیں[55]۔

**مصادر لغت ونحو وشعر:**

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ اپنے تفسیر میں مشہور لغوین سے الفاظ اور کلمات کی تشریح نقل کرتے ہیں. جیسے امام کسائی، امام فراء، امام اخفش، امام مبرد، امام سیبویہ رحمۃ اللہ علیہم، اس طرح مشہور شعراء کے کلام کو بطور استشہاد لاتے ہیں۔ جیسے اصحاب المعلقات، کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ، خنساء رضی اللہ عنہا، نابغہ ذبیانی، ابو طالب بن عبد المطلب، حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے اشعار، کل 80 شعراء کے تقریباً 2 ہزار اشعار کا ذکر کیا ہے[56]۔

**فقہی مصادر:** صاحب تفسیر نے احکام والی آیات میں ایک جدید اور نہایت اچھا اسلوب اختیار کیا ہے جو نہ زیادہ طویل اور نہ زیادہ قصیر ہے جو ان کی فقاہت کا ثبوت ہے۔ جب کوئی فقہی مسئلہ یا حکم بیان کرتے ہیں تو دلائل کا ذکر

کبھی کبھار کرتے ہیں۔ تعصب اور جمود سے خالی تھے اسلئے تو امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، ابن حزم ظاہری ،سفیان ثوری، اَوزاعی، ابن ابی لیلی، الزہری رحمۃ اللہ علیہم، وغیرہ کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ سوائے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے کہ وہ ان کے نزدیک محدث تھے نہ کہ فقیہ[57]۔

## مصادر تاریخ والسیر والاخبار:

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ مشہور اہل سیر ومغازی سے اقوال لیتے ہیں جیسے ابن اسحاق(151ھ)، واقدی(207ھ)، المسعودی(346ھ)، وھب بن منبہ(116ھ)، زبیر بن بکار(256ھ) رحمۃ اللہ علیہم۔

## سورۃ الصافات، ص اور الزمر میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کے مصادر وماخذ:

### کتب تفسیر:

1) محمد بن الحسن بن فورك الأنصاري الأصبهاني (٤٠٦هـ)، تفسير ابن فورك من أول سورة الأحزاب - آخر سورة غافر، (جامعة أم القرى - المملكة العربية السعودية، ١٤٣٠هـ)

2) إسحاق بن إبراهيم البستي (٣٠٧هـ)، تفسير إسحاق البستي، أطروحتا دكتوراة، الجامعة الإسلامية في المدينةالنبوية، كلية القرآن الكريم والدراسات الإسلامية - قسم التفسير وعلوم القرآن)، (تاريخ النشر بالشاملة: ١١ ربيع الأول ١٤٤٣)

3) أحمد بن علي الرازي، أبو بكر الجصاص، (370هـ)، احكام القرآن، ( بيروت: دار إحياء التراث العربي)، الطبعة الأولى: 1405هـ

4) الرازي، إبن أبى حاتم عبد الرحمٰن بن محمد (327هـ)، تفسير القرآن العظيم (مكتبة نزار مصطفى الباز: مكة المكرمة)، الطبعة الثانية: 1417هـ

5) الرازي، ابن أبي حاتم عبد الرحمن بن محمد (٣٢٧هـ)، تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم (دار ابن الجوزية، ١٤٣٩هـ)

6) الطبري، محمد إبن جرير(310هـ)، جامع البيان عن تأويل آى القرآن (دار احياء التراث العربى: بيروت)، الطبعة الاولى: 1421هـ

7) الحميري، عبد الرزاق بن همام بن نافع (٢١١هـ)، تفسير عبد الرزاق، (دار الكتب العلمية – بيروت، ١٤١٩هـ)

8) مجاهد بن جبر(١٠٤هـ)، تفسير مجاهد، (دار الفكر الإسلامي الحديثة، مصر، ١٤١٠هـ)

9) السمرقندي، أبو الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم(٣٧٣هـ)، تفسير بحر العلوم،(تاريخ النشر بالشاملة: ٨ ذو الحجة ١٤٣١)

10) الثعلبي، أحمد بن محمد بن إبراهيم(٤٢٧هـ)، تفسير الكشف والبيان عن تفسير القرآن، (دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، ١٤٢٢هـ)

11) أبو محمد مكي بن أبي طالب حَمّوش بن محمد بن مختار القيسي القيرواني ثم الأندلسي القرطبي المالكي، (٤٣٧هـ)، تفسير الهداية إلى بلوغ النهاية في علم معاني القرآن وتفسيره، وأحكامه، وجمل من فنون علومه، (مجموعة بحوث الكتاب والسنة - كلية الشريعة والدراسات الإسلامية - جامعة الشارقة، ١٤٢٩هـ)

12) يحيى بن سلام بن أبي ثعلبة، التيمي بالولاء، من تيم ربيعة، البصري، ثم الإفريقي، القيرواني،(٢٠٠هـ)، تفسير يحيى بن سلام، (دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، ١٤٢٥ هـ)

13) مقاتل بن سليمان بن بشير، (١٥٠هـ)، تفسير مقاتل بن سليمان، (بيروت، دارإحياءالتراث، ١٤٢٣هـ)

14) ابن مجاهد أحمد بن موسى بن العباس التميمي، (٣٢٤هـ)، كتاب السبعة في القراءات، (دار المعارف - مصر، ١٤٠٠هـ)

15) أبو جعفر النحاس أحمد بن محمد، (٣٣٨هـ)، معاني القرآن، (جامعة أم القرى - مكة المكرمة، ١٤٠٩)

16) أبو جعفر النَّحَّاس أحمد بن محمد بن إسماعيل بن يونس المرادي النحوي (٣٣٨هـ)، إعراب القرآن للنحاس، (منشورات محمد علي بيضون، دار الكتب العلمية، بيروت،١٤٢١هـ)

17) أبو عبيدة معمر بن المثنى التيمى البصري، (٢٠٩هـ)، مجاز القرآن، (القاهرة: مكتبة الخانجى، ١٣٨١هـ)

18) محمد بن عبدالجواد بن محمد الصاوي، أقوال عطاء الخراساني في التفسير، (جمعا ودراسة مقارنة)، (من أول سورة الكهف إلى آخر سورة الناس)، رسالة مقدمة لنيل درجة الماجستير في الكتاب والسنة تخصص التفسير وعلوم القرآن، جامعة أم القرى السعودية

19) أبو زكريا يحيى بن زياد بن عبد الله بن منظور، الديلمي، الفراء، (٢٠٧هـ)، معاني القرآن، (دار المصرية للتأليف والترجمة - مصر)(تاريخ النشر بالشاملة: ٨ ذو الحجة ١٤٣١)

20) أبو إسحاق الزجاج،(٣١١هـ)، معاني القرآن وإعرابه، (بيروت ،عالم الكتب، ١٤٠٨هـ)

21) أبو محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري، (٢٧٦هـ)، غريب القرآن، (المحقق: أحمد صقر)، (دار الكتب العلمية (لعلها مصورة عن الطبعة المصرية)، ١٣٩٨هـ)

22) الثوري، سفيان بن سعيد بن مسروق، (١٦١هـ)، تفسير الثوري، (بيروت ، لبنان، دار الكتب العلمية،١٤٠٣هـ)

**کتب الأحادیث:**

1) أحمد بن محمد بن حنبل(241ھ)، مسند الإمام أحمد بن حنبل (دارالكتب العلمية: بيروت)، الطبعة الثانية: 1421ھ

2) البخاري، محمد بن إسماعيل(256ھ)، ألجامع الصحيح المسند المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه (دار الجيل:بيروت)، الطبعة الرابعة: 1422ھ

3) الترمذي، محمد بن عيسٰی (279ھ)، سُنن الترمذي (دار الفكر: بيروت)، الطبعة الاولى: 1416ھ

4) الدارمي، عبدالله بن عبدالرحمٰن (255ھ)، سنن دارمي (دارالكتب العلمية: بيروت)، الطبعةالاولى: 1414ھ

5) السجستاني، سليمان بن الأشعث ( 275ھ)، سُننِ ابي داؤد (دار الفكر: بيروت)، الطبعةالاولى: 1414ھ

6) القشيري، مسلم بن الحجاج (261ھ)، صحيح مسلم (ادارات البحوث العلمية: المملكة العربية السعودية)، الطبعةالاولى: 1400ھ

7) النسائي، أحمد بن شعيب (303ھ)، سنن النسائى (مؤسسة الرسالة: بيروت)، الطبعةالاولى: 1421ھ

8) مالک بن أنس (179ھ)، المؤطا (دار النشر و التوزيع: الرياض سعودى عرب)، الطبعةالثالثة: 1428ھ

9) أبو حاتم محمد بن حبان بن أحمد التميمي البُستي (٣٥٤ھ)، صحيح ابن حبان: المسند الصحيح على التقاسيم والأنواع من غير وجود قطع في سندها ولا ثبوت جرح في ناقليها، (المحقق: محمد علي سونمز، خالص آي دمير)، (بيروت: دار ابن حزم، ١٤٣٣ھ)

10) أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني النيسابوري المعروف بابن البيع (٤٠٥ھ) ، المستدرك على الصحيحين، (تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا)، (بيروت: دار الكتب العلمية، ١٤١١ھ)،

11) الإمام أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري (٢٥٦ھ)، التاريخ الكبير، (رواية: أبي الحسن محمد بن سهل البصري الفسوي، مقابلة برواية ابن فارس الدلال، وجزء من رواية عبد الرحمن بن الفضل الفسوي، على ثمانية أصول خطية)، (تحقيق ودراسة: محمد بن صالح بن محمد الدباسي ومركز شذا للبحوث)، (الرياض: الناشر المتميز للطباعة والنشر والتوزيع، ١٤٤٠ ھ)

## کتب الأشعار:

1) ديوان جرير بشرح محمد بن حبيب. (المحقق: د. نعمان محمد أمين طه)، (مصر: دار المعارف، القاهرة، سطن)، (تاريخ النشر بالشاملة: ٧ ربيع الأول ١٤٤٠)، بذيل تذييل ديوان جرير. أولا: قصائد من كتاب نقائض جرير والفرزدق لأبي عبيدة، وقال جرير يهجو الراعي النميري

2) امْرُؤُ القَيْس بن حجر بن الحارث الكندي، ديوان امرِئ القيس،

3) امْرُؤُ القَيْس بن حجر بن الحارث الكندي، من بني آكل المرار (٥٤٥م)، ديوان امرِئ القيس، (بيروت: دار المعرفة، ١٤٢٥هـ)

4) محمد بن يزيد المبرد، أبو العباس (٢٨٥هـ)، الكامل في اللغة والأدب، (المحقق: محمد أبو الفضل إبراهيم (١٤٠١هـ))، (القاهرة: دار الفكر العربي، ١٤١٧ هـ)، بذيل باب: للمكعبر الضبي يمدح بني مازن ويذم بني العنبر، ١:٧٠۔

5) علي بن الحسن الهُنائي الأزدي، أبو الحسن الملقب بـ كراع النمل (بعد٣٠٩هـ)، المُنَجَّد في اللغة (أقدم معجم شامل للمشترك اللفظي)، (دكتور أحمد مختار عمر، دكتور ضاحي عبد الباقي)، (القاهرة: عالم الكتب، ١٩٨٨م)

6) أبو محمد الحسن بن أحمد الأعرابي الملقب بالأسود الغندجاني (نحو٤٣٠هـ)، فرحة الأديب في الرد على ابن السيرافي شرح أبيات سيبويه (يتعقب المؤلف على ابن السيرافي (٣٦٨هـ)، في شرحه لبعض أبيات كتاب سيبويه (١٨٠هـ))،(تاريخ النشر بالشاملة: ٨ ذو الحجة ١٤٣١)،

7) أبو النجم الراجز، الفضل بن قدامة، ديوان أبي النجم العجلي الفضل بن قدامة، (130هـ)، (جمعه وشرحه وحققه: الدكتور: محمد أديب عبد الواحد جمران)، (مطبوعات مجمع اللغة العربية بدمشق، 1428هـ)،

8) عمرو بن بحر بن محبوب الكناني بالولاء، الليثي، أبو عثمان، الشهير بالجاحظ (٢٥٥هـ)، البرصان والعرجان والعميان والحولان، (بيروت: دار الجيل، ١٤١٠ هـ)

9) أبو إسحق إبراهيم بن موسى الشاطبي (٧٩٠هـ) ، المقاصد الشافية في شرح الخلاصة الكافية (شرح ألفية ابن مالك)، (مكة المكرمة: معهد البحوث العلمية وإحياء التراث الإسلامي بجامعة أم القرى، ١٤٢٨ هـ)

10) أبو بكر محمد بن القاسم بن بشار الأنباري، شرح القصائد السبع الطوال الجاهليات

11) محمد بن يزيد المبرد، أبو العباس (٢٨٥هـ)، الكامل في اللغة والأدب، (المحقق: محمد أبو الفضل إبراهيم (١٤٠١هـ))، (القاهرة: دار الفكر العربي، ١٤١٧ هـ)

12) أبو بكر، محمد بن القاسم بن محمد بن بشار بن الحسن بن بيان بن سماعة بن فَروة بن قَطَن بن دعامة الأنباري (328هـ)، المذكر والمؤنث، (المحقق: محمد عبد الخالق

عضيمة، مراجعة: د. رمضان عبد التواب)، (جمهورية مصر العربية: وزارة الأوقاف، المجلس الأعلى للشؤون الإسلامية، لجنة إحياء التراث، 1401 ه)

13) ناصر الدين الأسد، مصادر الشعر الجاهلي، (دار المعارف بمصر، ١٩٨٨ء)، (تاريخ النشر بالشاملة: ٨ ذو الحجة ١٤٣١)

14) ديوان الأعشي الكبير ميمون بن قيس، محمد حسين، قسم اللغة العربية، جامعة فؤاد، رسالة درجة الماجستير، تحت إشراف: د. طه حسين بك،1940ء،

15) أبو عبد الله، شرح المعلقات السبع، بذيل معلقة عمرو بن كلثوم،

16) زكريا بن محمد بن محمود القزويني(682ھ)، آثار البلاد وأخبار العباد، (بيروت: دار صادر، سطن)

17) أبو القاسم الحسن بن بشر الآمدي (٣٧٠ھ)، الموازنة بين شعر أبي تمام والبحتري، (تحقيق/ السيد أحمد صقر)، (دار المعارف: الطبعة الرابعة)، (المجلد الثالث: تحقيق / د. عبد الله المحارب (رسالة دكتوراه) قال المحقق في آخره: الكتاب لا يزال ناقصا .. ولعل الله يمن بالعثور على نسخة كاملة لهذا الكتاب النفيس ..)، (مكتبة الخانجي، الطبعة الأولى، ١٩٩٤م)، ( عدد الأجزاء: ٣)

18) عمر بن أبي ربيعة، ديوان عمر بن أبي ربيعة، (قدم له ووضع هوامشه وفهارسه الدكور فائز محمد)، (بيروت: دار الكتاب العربي، 1416ھ)

19) أبو اسحاق بن أبي عون (٣٢٢ھ)، التشبيهات، (سطن)، (تاريخ النشر بالشاملة: ٨ ذو الحجة ١٤٣١)

20) أبو محمد عبد الله بن محمد بن سعيد بن سنان الخفاجي الحلبي (٤٦٦ھ)، سر الفصاحة، (دار الكتب العلمية، ١٤٠٢ھ)،

21) ابن مزاحم المنقري(212ھ)، وقعة صفين، (تحقيق وشرح: عبدالسلام محمد هارون)، (القاهرة: المؤسسة العربية الحديثة للطبع والنشر والتوزيع، 1382ھ)،

22) علي بن الحسن الهُنائي الأزدي، أبو الحسن الملقب بـ كراع النمل (بعد٣٠٩ھ)، المُنَجَّد في اللغة (أقدم معجم شامل للمشترك اللفظي)، (دكتور أحمد مختار عمر، دكتور ضاحي عبد الباقي)، (القاهرة: عالم الكتب، ١٩٨٨م)

23) زكريا بن محمد بن محمود القزويني(682ھ)، آثار البلاد وأخبار العباد، (بيروت: دار صادر، سطن)،

24) أبو بكر محمد بن داود بن علي بن خلف الأصبهاني ثم البغدادي الظاهري(٢٩٧ھ)، الزهرة، (تاريخ النشر بالشاملة: ٨ ذو الحجة ١٤٣١)،

25) الفرزدق، أبو فراس همام بن غالب، ديوان الفرزدق، (بيروت: دار بيروت للطباعة والنشر، 1404ھ)

26) أبو القاسم الحسين بن محمد المعروف بالراغب الأصفهانى، (٥٠٢ھ)، محاضرات الأدباء ومحاورات الشعراء والبلغاء، (بيروت: شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم، ١٤٢٠ھ)،

27) نابغة بني ذبيان، ديوان النابغة الذبياني، (ت: محمد أبو الفضل إبراهيم)، (قاهرة: دار المعارف)،

28) المفضل بن محمد بن يعلى بن سالم الضبي، (نحو ١٦٨ھ)، المفضليات، (تحقيق وشرح: أحمد محمد شاكر و عبد السلام محمد هارون)، (القاهرة: دار المعارف، الطبعة: السادسة)،

29) ديوان أبي دهبل الجمحي (رواية أبي عمرو الشيباني)، (تحقيق: عبد العظيم عبد المحسن)، (مطبعة القضاء في النجف الأشرف، ١٣٩٢ھ)

30) لبید بن ربیعه ، العامری ،دیوان لبید بن ربیعه ، (بیروت: دارالمعرفت ، 2001)

31) أبو عبيد عبد الله بن عبد العزيز بن محمد البكري الأندلسي، سمط اللآلي في شرح أمالي القالي (هو كتاب شرح أمالي القالي / لأبي عبيد البكري

## امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ تفسیر:

1. امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُن آیات کی تفسیر کو ذکر نہیں کیا ہے جن کا معنی ظاہر ہے اور قاری کو صرف تلاوت اور ترجمہ سے سمجھ میں آتا ہے[58]۔

2. صرف ان آیات اور مفردات کی تفسیر کی ہے جن کا معنی مخفی اور پوشیدہ ہے[59]، اس لئے قرآن مجید کی ساری آیات کی تفسیر نہیں کی۔

3. اس تفسیر کو انہوں نے سلف اور خلف کے اقوال کا مجموعہ بنایا ہے، "المؤتلف و المختلف"[60] کی وضاحت کی ہے، یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رحمۃ اللہ علیہم، تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور بعد کے مفسرین رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال کو جمع کیا ہے۔

4. اپنی طرف سے نئے معنی کا بھی اضافہ کیا ہے جس کی طرف کسی کا ذہن نہیں گیا ہے۔

5. امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ پہلے قرآنی آیت ذکر کر کے شان نزول ذکر کرتے ہیں، اسباب نزول میں کسی ایک قول کو ترجیح نہیں دیتے اور نہ اس کے بارے میں کوئی رائے قائم کرتے ہیں، مثلا: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ، "مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ" (العمران، 79:3) کے سبب نزول میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل فرماتے ہیں کہ یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہمیں اپنی عبادت کی طرف بلاتے ہیں جیسے عیسیٰ علیہ السلام نصاری کو اپنی عبادت کی طرف بلاتے تھے۔ تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی[61]۔ یہی شان نزول انہوں نے تفسیر طبری سے لی ہے[62]۔

6. امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ آیت کی تفسیر میں پہلے سارے اقوال ذکر کرتے ہیں پھر ان کی ترتیب وار تفصیل بیان کرتے ہیں۔ قائل کا ذکر کرتے ہیں۔ اقوال کے ذکر کرنے میں مختصر عبارت پر اکتفاء نہیں کرتے اور کبھی کبھار اقوال میں ترجیح بھی بیان کرتے ہیں۔ دوسری مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ "مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا"(الاحزاب،38:33) کے تحت فرماتے ہیں "قال الطبری نکح رسول اللہ ﷺ خمس عشرة ودخل بثلاث عشرة و مات عن تسع وکان یقسم لثمانٍ[63]" کہ آپ ﷺ نے پندرہ عورتوں کے ساتھ نکاح کیا تیرہ کے ساتھ تعلق ازدواج قائم کیا نو بیویوں سے پہلے فوت ہوئے اور آٹھ کے لئے باری مقرر کی تھی۔

اسی طرح اللہ عزوجل کے اس قول" إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ" (الشعراء،89:26) کے تحت امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس میں پانچ اقوال ہیں، پانچویں قول کی نسبت عبدالرحمٰن بن ابی حاتم کی طرف کر کے فرماتے ہیں"انه الناصح فی خلقه قاله عبدالرحمٰن بن ابی حاتم "[64]۔

اسی طرح آیت"وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقرآن فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنْصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَى قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ" (الاحقاف،29:46) کے تحت فرماتے ہیں کہ اس میں دو اقوال ہیں اور دوسرے قول کے بارے میں کہتے ہیں"فلما فرغ من قراءت القرآن ولو الی قومهم منذرین" حکاه عبدالرحمٰن ابن ابی حاتم"[65]۔

اللہ جل جلالہ کے اس فرمان کے تحت"فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ" (الحجر،94:15) امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس میں چھ اقوال ہیں اور قول ششم میں کہتے ہیں"معناه فرق القول فیهم مجتمعین وفرادی حکاه النقاش"[66]۔

اللہ تعالیٰ کے اس قول کے تحت "يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱسْتَجِيبُواْ لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُم لِمَا يُحْيِيكُمْ" (الانفال،24:8) امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس میں سات اقوال ہیں، اور قول ششم امام فراء رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ "اذا دعاکم الی ما فیه احیاء امرکم فی الدنیا قاله الفراء"[67]۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت"لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ"(البقرہ،177:2) اس میں دو اقوال ہیں اور قول دوم ہے "معناه ولکن البر من آمن باللہ یعنی الاقرار بوحدانیته و تصدیق رسله حکاه الزجاج"[68]۔

اللہ عزوجل فرماتے ہیں:"إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ

نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا"(الفتح،48: 10)امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس میں دو قول ہیں، اور قول دوم کفر کا ہے "قاله يحيى بن سلام"[69]۔

1) امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ مختلف قراءات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے متواتر اور شاذ قراتوں کا ذکر کرتے ہیں ان کے معنی اور توجیہ بھی بیان کرتے ہیں مصادر کی طرف اشارہ نہیں کرتے بلکہ ان قراءات کو ان کے اصحاب کی طرف منسوب کرتا ہے جیسے ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے، حمزہ اور کسائی نے پڑھا اور کہا ہے۔ اس کی مثال جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے "وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ" (التکویر،81: 24)امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن کثیر، ابو عمر اور کسائی رحمۃ اللہ علیہم نے اس کو "ظا" کے ساتھ پڑھا ہے، تو اس کے دو معنی ہیں، پہلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ تہمت درست نہیں ہے کہ وہ غیر منزل کلام لاتا ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے دوسرا کہ اس کے ادائیگی سے قاصر ہے یہ امام فراء رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور باقی قراء نے "ضاد" کے ساتھ پڑھا ہے اور اس کے بھی دو معنی بنتے ہیں۔ پہلا کہ جو کچھ اس نے سیکھا ہے اس کے سکھانے میں بخیل نہیں ہے، دوسرا اور جس کا اسے حکم نہیں ملا اس کا حکم بھی نہیں کرتے۔

2) امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ لغوین اور نحاۃ میں سے امام فراء، اخفش، ابو عبیدہ معمر بن المثنی، زجاج، ثعلب اور مبرد رحمۃ اللہ علیہم سے نقل کرتے ہیں اور اشعار عرب میں غریب الفاظ کے ساتھ شواہد پیش کرتے ہیں، جیسے اس آیت کی تفسیر "لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ" (البلد،90: 4) فرمایا کہ کبد میں سات اقوال ہیں: "والرابع في الشدة لانها حملته كرهاً ووضعته كرهاً ماخوذ من المكابدة" اور قول چہارم ہے کہ شدت و سختی سے اٹھایا گیا ہے اور سختی سے جنا گیا، اور یہ "مکابدۃ" سے ماخوذ ہے اور اس پر لبید[70] کا قول بطور استشہاد کے پیش کیا ہے۔ **شعر:**

"يا عين هلا بكيت اربد اذ قمنا وقام الخصوم في كبد"[71]

اے آنکھ تو کیوں نہ روئی جب ہم اور ہمارا مقابل سختی سے (جنگ کے لئے) اٹھے

3) بعض اہل تصوف سے تفسیر اشاری بھی نقل کرتے ہیں۔ جن کو اصحاب الخواطر کہتے ہیں۔ ان اقوال پر حاشیہ بھی لگاتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے اس قول "اذ هما في الغار" سے متعلق یہ تفسیر کہ "یعنی اس غیرت میں جس کو وہ کفر کے ظاہر ہونے کی وجہ سے دیکھتے تھے یعنی غار سے مراد اپنے رب کے دین پر غیرت مراد ہے" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ معنی جمہور کے خلاف ہے[72]۔

4) تفسیر میں اجماعی اقوال نقل کرتے ہیں لیکن یہ بہت کم ہے اور اسے مختلف الفاظ جیسے اجماع، اجماع اہل العلم، اور اتفاق کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا قول "وَ أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا

مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ" (ھود، 114:11)

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلی طرف سے مراد صبح کی نماز ہے بالاتفاق اور دوسرے طرف میں تین اقوال ہیں[73]۔

## سورۃ الصافات: تعارف اور خلاصہ مضامین:

**سورۃ الصافات کا تعارف:** سورۃ الصافات قرآنِ پاک کی مکی سورت ہے، یعنی یہ سورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس میں کل پانچ رکوع اور 182 آیات ہیں۔

## پچھلی سورت سے تعلق:

سورۃ یٰسین کا اختتام اس بات پر ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا مالک ہے، اسی نے سب کو پہلی بار پیدا کیا، اور وہی دوبارہ زندہ کرے گا۔ جب وہ کسی چیز کو "کُن" یعنی "ہو جا" کہتا ہے، تو وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ سورۃ یٰسین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قیامت کے دن کی حقیقت کو واضح کیا گیا تھا۔

## سورۃ الصافات کا مرکزی پیغام:

یہ سورت بنیادی طور پر "توحید" یعنی اللہ کی وحدانیت پر زور دیتی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا گیا ہے کہ صرف وہی ایک معبود ہے، اسی نے آسمان، زمین اور ان کے درمیان کی ہر چیز پیدا کی۔ اس نے آسمان کو ستاروں سے سجایا اور اسے شیاطین سے محفوظ رکھا۔ جو لوگ قیامت کا انکار کرتے ہیں، ان سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ جنہیں تم اللہ کا شریک سمجھتے تھے، وہ آج کہاں ہیں؟ کیا وہ تمہاری مدد کر رہے ہیں؟ یہ سن کر لوگ جنہیں وہ دنیا میں مانتے تھے—جیسے پیر، لیڈر یا جھوٹے معبود، ان سے جھگڑنا شروع کر دیں گے۔ سب جہنم میں اکٹھے ہوں گے۔

## جنتیوں کا حال:

اس کے برعکس، جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، وہ "جنتِ نعیم" میں عزت و احترام کے ساتھ رہیں گے۔ وہاں وہ آپس میں باتیں کریں گے۔ ایک جنتی اپنے پرانے دنیاوی دوست کو یاد کرے گا جو قیامت کا انکار کرتا تھا۔ وہ کہے گا کہ میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ پھر وہ اسے جہنم میں دیکھے گا اور کہے گا: "اگر میں بھی تیری بات مان لیتا تو آج میری حالت بھی ایسی ہی ہوتی"۔

## انبیاء کرام کا ذکر:

تیسرے رکوع میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کے ساتھ ایک مکالمہ بیان ہوا ہے، جس میں ان کی قوم ان کے دلائل کا جواب نہ دے سکی اور انہیں آگ میں جلانے کا فیصلہ کیا۔ پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے

سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا واقعہ بیان ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو بچالیا اور ایک دنبے کو ان کی جگہ قربانی کے لیے قبول فرمایا۔

## دیگر انبیاء کا ذکر:

چوتھے رکوع میں سیدنا موسیٰ، سیدنا الیاس اور سیدنا لوط علیہم السلام کا مختصر ذکر آیا ہے۔ پانچویں اور آخری رکوع میں سیدنا یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں جانا، وہاں سے زندہ سلامت نکلنا، اور اپنی قوم کی طرف واپس جانا بیان کیا گیا ہے۔

## آخری پیغام:

سورۃ کے آخر میں اس عقیدے کی سختی سے تردید کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد ہے یا فرشتے اس کی بیٹیاں ہیں، اللہ ان تمام باتوں سے پاک ہے۔

## سورۃ ص: تعارف اور خلاصہ مضامین:

## سورۃ ص کا تعارف:

سورۃ ص قرآنِ پاک کی مکی سورت ہے، یعنی یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس میں پانچ رکوع اور کل 88 آیات ہیں۔

## پچھلی سورت سے ربط:

سورۃ الصافات کے آخر میں یہ بات واضح کی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نہ کسی کو اپنا بیٹا بناتا ہے اور نہ ہی فرشتے اس کی بیٹیاں ہیں۔ لیکن اس وضاحت کے باوجود مشرکین اپنے ضدی رویے، حسد اور بغض کی وجہ سے وہی غلط باتیں دہراتے رہے جن کا کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی تو انہوں نے آپ کو جادوگر اور جھوٹا کہہ دیا۔ وہ حیران ہوتے تھے کہ صرف ایک اللہ پوری دنیا کے لیے معبود کیسے ہو سکتا ہے، حالانکہ ان کے باپ دادا نے ایسا کبھی نہیں کہا تھا۔ اس شک اور انکار کی وجہ سے وہ لوگ عذاب کے مستحق بنے۔

## پچھلی امتوں کا انجام:

ان کے انکار کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے پچھلی نافرمان قوموں جیسے حضرت نوح کی قوم، عاد، فرعون، ثمود، قوم لوط اور اصحاب ایکہ کے انجام کا ذکر کیا کہ کس طرح وہ اپنی نافرمانی کے باعث تباہ کر دی گئیں۔

**سیدنا داؤد اور سیدنا سلیمان علیہما السلام کے واقعات:**

دوسرے اور تیسرے رکوع میں سیدنا داؤد اور سیدنا سلیمان علیہم السلام کے سامنے پیش ہونے والے کچھ واقعات اور فیصلوں کو بیان کیا گیا ہے۔ ان قصوں سے یہ سبق دیا گیا ہے کہ جب انسان دولت اور طاقت کی محبت میں اندھا ہو جاتا ہے تو اصول، انصاف اور رشتہ داری کو بھی نظر انداز کر دیتا ہے۔

**سیدنا آدم علیہ السلام اور ابلیس کا واقعہ:**

اس کے بعد سیدنا آدم علیہ السلام کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ جب ابلیس نے انکار کیا تو بجائے معافی مانگنے کے، وہ اپنے گناہ پر ڈٹا رہا اور اللہ سے مہلت مانگی کہ وہ قیامت تک لوگوں کو بہکائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے مہلت دی لیکن فرمایا کہ جو مخلص بندے ہوں گے وہ تیرے بہکاوے میں نہیں آئیں گے، اور آخر کار تُو اور تیرے پیروکار جہنم کا ایندھن بنو گے۔

**سیدنا ایوب علیہ السلام کا صبر:**

چوتھے رکوع میں سیدنا ایوب علیہ السلام کا ذکر ہے، جنہوں نے سخت بیماری اور آزمائش کے باوجود صبر اور شکر کا دامن نہیں چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے صبر پر انہیں صحت اور نعمتوں سے نوازا۔

**آخری پیغام:**

سورۃ کے آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوایا گیا کہ آپ لوگوں سے صاف صاف اعلان کریں کہ آپ نبوت کے بدلے میں کسی قسم کا معاوضہ یا انعام نہیں چاہتے اور نہ ہی آپ کسی دکھاوے یا تکلف میں مبتلا ہیں۔ قرآن اللہ کی طرف سے لوگوں کے لیے ایک ہدایت اور خیر خواہی ہے۔ جو لوگ اس ہدایت کو قبول نہیں کریں گے، وقت آئے گا جب وہ اپنے انکار کے انجام کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔

**سورۃ الزمر: تعارف اور خلاصہ مضامین:**

**سورۃ الزمر کا تعارف:** سورۃ الزمر مکہ مکرمہ اور اس کے آس پاس نازل ہوئی، اس میں آٹھ رکوع اور 75 آیات ہیں۔

**پچھلی سورت سے تعلق:**

سورۃ ص کے آخر میں بتایا گیا کہ قرآن ایک نصیحت ہے، اور جو اسے نہ مانے گا، اسے جلد ہی اپنے انجام کا پتا چل جائے گا۔ سورۃ الزمر کی شروعات ہوتی ہے اس اعلان سے کہ یہ قرآن "اللہ" کی طرف سے نازل ہوا ہے جو زبردست اور حکمت والا ہے، اور پہلا پیغام یہی ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو، جیسے اس نے حکم دیا ہے۔

## توحید اور شرک کے بارے میں وضاحت:

جو لوگ اس پیغام کا انکار کرتے ہیں یا جھگڑتے ہیں، وہ اللہ کے نزدیک جھوٹے اور ناشکرے ہیں، اور انہیں اللہ ہدایت نہیں دیتا۔ سب سے بڑی گمراہی یہ ہے کہ کوئی کہے کہ اللہ نے فرشتوں کو اپنی اولاد بنایا ہے، حالانکہ اللہ کو نہ اولاد کی ضرورت ہے اور نہ خواہش، کیونکہ وہ ہر کمزوری سے پاک ہے، اور ساری کائنات اسی کے تابع ہے۔ جو لوگ خالص اللہ کی عبادت نہیں کرتے، وہ اور ان کی نسلیں قیامت کے دن خسارے میں ہوں گے۔ ان پر ہر طرف سے آگ ہوگی، اور اللہ ان کو اس انجام سے پہلے ہی ڈراتا ہے تاکہ وہ بچ جائیں۔

## مشرکوں کا رویہ:

لیکن مشرکوں کی حالت یہ ہے کہ جب صرف اللہ کا نام لیا جائے، تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں، اور جب دوسروں کا نام لیا جائے تو خوش ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ ہی آسمان و زمین کا خالق ہے، اور رزق دینے اور واپس لینے کا اختیار بھی اسی کے پاس ہے۔

## اللہ کی رحمت کا اعلان:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: "اے نبی! ان لوگوں سے کہہ دو جنہوں نے گناہوں سے اپنے آپ کو برباد کر لیا ہے کہ وہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں، وہ سب گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، بس اس کی طرف پلٹ آؤ، اور اس کے عذاب سے پہلے توبہ کر لو، ورنہ پھر کوئی بچا نہیں سکے گا"۔

## وحی اور شرک کا انجام:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وحی کا پیغام یہی ہے کہ اگر کوئی نبی بھی شرک کرے گا تو اس کے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ جو لوگ اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں، وہ دراصل اللہ کی عظمت کو سمجھ ہی نہیں پائے۔ قیامت کے دن سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہوگا، زمین و آسمان اس کے ہاتھ میں ہوں گے، اور کوئی بولنے کی ہمت نہیں کرے گا۔ اللہ کی عظمت سے زمین روشن ہو جائے گی، سب کے اعمال سامنے رکھ دیے جائیں گے، انبیاء کو گواہ بنایا جائے گا، اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا، کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔

## جہنمیوں کا حال:

کافر اور مجرم گروہ در گروہ جہنم کی طرف لے جائے جائیں گے۔ جب وہ پہنچیں گے تو جہنم کے دروازے کھولے جائیں گے، فرشتے ان سے پوچھیں گے: "کیا تمہارے پاس نبی نہیں آئے تھے جو تمہیں اللہ کا پیغام سناتے اور

قیامت سے ڈراتے؟" وہ کہیں گے: "ہاں، آئے تھے، لیکن ہم نے نہیں مانا"۔ تب فرشتے کہیں گے: "اب جہنم میں ہمیشہ رہو، یہ متکبروں کا بدترین انجام ہے"۔

## جنتیوں کی عزت افزائی:

اس کے مقابلے میں جنتی بھی گروہوں کی صورت میں جنت کی طرف جائیں گے، جب وہ پہنچیں گے تو فرشتے دروازے کھول کر کہیں گے: "سلام ہو تم پر، خوش آمدید! یہ جنت ہمیشہ کے لیے تمہاری ہے"۔ جنتی اللہ کا شکر ادا کریں گے، اور سب پکار اٹھیں گے: "تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا رب ہے"۔

## امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ تفسیر سورۃ الصافات، ص اور الزمر میں:

## تفسیر القرآن بالقرآن:

1) وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" کی تبیان میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تحقیق کے مطابق دو توجیہ بیان کرتے ہیں:

**پہلی توجیہ:** اس میں احتمال ہے کہ اس کے لپیٹنے سے مراد موجودہ حیثیت سے اس کو دوسرے حیثیت میں تبدیل کرنا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں: "يَوْمَ تُبَدَّلُ ٱلْأَرْضُ" (ابراھیم،۱۴:۴۸۔)۔

2) "وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ" کی تفسیر میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق کے مطابق دو توجیہ بیان کیے ہیں:

**دوسری توجیہ:** اللہ جل جلالہ کی بادشاہت میں، جیسا کہ قول عزوجل ہے "وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ" (النساء،۴:36۔)۔

3) امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق "دائیں ہاتھ سے لپیٹ لینے" میں دو توجیہ کا احتمال ہے۔

**پہلی توجیہ:** قیامت کے دن لپیٹ لے گا۔ جیسا کہ اللہ جل جلالہ کا قول ہے: "يَوْمَ نَطْوِى ٱلسَّمَآءَ" (الانبیاء،۲۱:۱۰۴۔)۔

4) اللہ عزوجل کا قول ہے: "كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ" اللہ عزوجل نے لفظ "قوم" کا ذکر مونث کے ساتھ کیا۔ اہل عرب نے اس کے تانیث ہونے میں اختلاف کیا ہے جس میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق کے مطابق دو اقوال ذکر کیے ہیں:

**قول دوم:** یہ لفظ "قوم" مذکر ہے جس کا مؤنث ہونا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اس کا معنی قبیلہ پر واقع ہو، پس لفظ پر مضمر معنی کو اولیّت دی گئی، بطور تنبیہ کے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "كَلَّآ إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ (عبس،۸۰:۱۱۔)" "فَمَن شَآءَ ذَكَرَهُ (عبس،۸۰:۱۲۔) " اور "ذکرھا" نہیں فرمایا کیونکہ اس میں مذکر کی ضمیر مضمر ہے اگرچہ

لفظ مؤنث کا تقاضا کر رہا ہے۔

5) قول عزوجل ہے: " سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ" کی تشریح میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تحقیق کے مطابق تین توجیہات بیان کرتے ہیں:

**تیسری توجیہ:** امام مقاتل رحمۃ اللہ علیہ حکایت کرتے ہیں کہ جنت کے دروازے پر ایک درخت ہے جس کے جڑ سے دو چشمے نکلتی ہوں گی، مومن ان میں سے ایک چشمہ سے پئیں گے تو ان کے سینے پاک ہو جائیں گے، اس لئے اللہ عزوجل فرماتے ہیں: "وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَاباً طَهُوراً" (الانسان:۷۶:۲۱۔) پھر وہ دوسرے چشمہ سے غسل کریں گے تو ان کے ظاہری بدن ترو تازہ اور خوشبو دار ہو جائیں گے، اس دوران جنت کے دربان انہیں خوش آمدید کہیں گے۔

6) "أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ"، " هُمُ الْمُتَّقُونَ "میں جمع جائز ہے اور "الذي" لفظ اپنے مخرج کے اِعتبار سے واحد ہے اور معنی میں جنسیت کے اِعتبار سے جمع ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "إِنَّ ٱلإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ" (العصر،۱۰۳:۲)۔

7) "ذَا الأَيْدِ" اس کی توضیح میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے دو اقوال نقل کی ہیں:

**قول دوم:** ابن عباس رضی اللہ عنہما، امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد کے نزدیک وہ قوت و طاقت والے تھے، اسی میں سے "وَٱلسَّمَآءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ" (سورۃ الذاریٰت،۵۱:۴۷۔) یعنی طاقت و قوت کے ساتھ

8) اللہ عزوجل فرماتے ہیں: "ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لإِلَى الْجَحِيمِ" اس آیت کی تشریح میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ اپنے تحقیق کے مطابق چار توجیہات نقل کرتے ہیں:

**چوتھی توجیہ:** امام یحییٰ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ کفار اسی جہنم میں رہیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ (سورۃ الرحمن،۵۵:۴۴۔)" (وہ جہنم کے درمیان اور کھولتے ہوئے سخت گرم پانی کے درمیان چکر کاٹتے رہیں گے) اور پھر وہ اپنی ٹھکانوں کو لوٹائے جائیں گے۔

9) اللہ عزوجل فرماتے ہیں: "فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ" اس آیت کی تشریح میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق اس میں چار توجیہات مذکور ہیں:

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے روزہ رکھا اور نماز پڑھی، کیا تم نے اللہ عزوجل کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا "وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا" (الإسراء:۱۷:۱۹۔)۔

10) "إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ" یعنی دنیا میں، اور اس آیت کی تشریح میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق کے

مطابق دو اقوال ذکر کی ہیں:

**قول سوم:** ان سے مراد وہ دو دوست ہیں جن کا ذکر سورہ کہف کی اس آیت "وَٱضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلاً رَّجُلَيْنِ" (الکھف،۱۸:۳۲۔) سے شروع ہو کر ان کے قصے کے آخر تک ہوتا ہے، پس ان دونوں میں سے جنت والا جہنم والے سے کہے گا۔

11) "وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ" کی تفسیر میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے دو اقوال نقل کرنے کے بعد اسی مناسبت سے اللہ عزوجل کی حمد و ثناء کی وضاحت میں دو توجیہ نقل کی ہیں:

**دوسری توجیہ:** جنت کے نعمتوں کی طرف منتقل ہونے کی صورت میں وہ اپنے رب کی حمد و ثناء میں لگے رہیں گے، پس آخرت میں اللہ عزوجل کے فیصلے کا اختتام اللہ جل جلالہ کے حمد پر ہو گا، جیسا کہ اللہ عزوجل نے آسمانوں اور زمین کے پیدائش کی ابتداء حمد کے ساتھ کیا تھا، اللہ عزوجل فرماتے ہیں: "ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَاوَاتِ وَٱلأَرْضَ (الانعام،٦:١)" پس اس آیت کی لازمی اقتداء کرو اور ہر کام کی ابتداء اللہ عزوجل کے حمد و ثناء (اَلْحَمْدُ لِلَّه) کے ساتھ کریں اور اختتام بھی حمد و ثناء کے ساتھ کریں۔

## تفسیر القرآن بالأحادیث:

1) "سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ" صفوان بن سلیم نے بیان کیا کہ ایک یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے ابو القاسم اللہ نے آپ پر یہ آیت نازل کی ہے "وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ" تو مخلوق کہاں ہو گی؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ پل صراط کے اندھیرے میں ہونگے یہاں تک کہ جسے اللہ تعالیٰ چاہے نجات دے گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کے اوپر تورات نازل کی ہے، زمین کے اوپر میرے اور آپ کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا(74)"۔

2) اللہ عزوجل کا قول ہے: "فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ"

اس کی تفسیر میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق کے مطابق تین تاویلات ذکر کئے ہیں:

**تاویل دوم:** امام قتادہ اور امام سدی رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک گھوڑوں سے محبت مراد ہے۔ اور "اسی میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے خیر وبرکت قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ بندھی رہی گی(75)"۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں گھوڑوں سے محبت مراد ہے۔

3) **اللہ عزوجل فرماتے ہیں:** "وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ" اس آیت کی تبیان میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ دو اقوال نقل کرتے ہیں۔

**قول دوم:** اَبو مالک حکایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پہلے لوگ بغیر صف بندی کے نماز پڑھتے تھے پھر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی: "وَ إِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ" پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صف بستہ ہو کر نماز پڑھنے کا حکم صادر فرمایا(76)۔

## تفسیر القرآن باقوال الصحابہ والتابعین:

1) اللہ تعالیٰ کے اس قول :"وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا" میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق تین توجیہات ہیں:

**پہلی توجیہ:** ابن مسعود رضی اللہ عنہ، امام عکرمہ، امام سعید بن جبیر، امام مجاہد اور امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک اس سے مراد ملائکہ ہیں۔

**دوسری توجیہ:** امام ضحاک رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک اس سے مراد آسمان کے عبادت گزار ہیں۔

2) اللہ تعالیٰ کے اس قول: "فَالزَّاجِرَاتِ زَجْراً" کی تفسیر میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ تین اقوال ذکر کرتے ہیں:

**قول اول:** ابن مسعود رضی اللہ عنہ، امام مسروق، امام قتادہ، امام عکرمہ، امام سعید بن جبیر اور امام مجاھد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک اس سے مراد ملائکہ ہیں۔

**قول دوم:** امام ربیع رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس سے مراد قرآن کی آیتیں ہیں۔

3) اور "وَأَزْوَاجَهُمْ" میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق چار توجیہات وارد ہیں۔

**پہلی توجیہ:** عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے نزدیک مراد ہے کہ ان میں مشابہت ہے، پس زانی مرد کا حشر زانی مرد کے ساتھ اور شراب پینے والے مرد کا شراب پینے والے مرد کے ساتھ حشر ہو گا، یعنی قیامت کے دن ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہونگے۔

**دوسری توجیہ:** ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق اس سے ہم پیشہ مجرم لوگ مراد ہیں یعنی ظالموں اور ان کے ساتھیوں کو ایک ساتھ اکٹھا کیا جائے گا۔

**تیسری توجیہ:** امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ان کے پیروکار، ساتھی وحمایتی مراد ہیں۔

4) **چوتھی توجیہ:** نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس سے ان کی وہ بیویاں مراد ہیں جو کفر میں ان کے ساتھ شریک تھیں، کو ایک ساتھ جمع کیا جائے گا۔

5) "وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ" امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک داوٗد علیہ السلام کو یقین ہو گیا کہ ہم نے اس کو آزمایا، اور امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق کے مطابق اس کی تین توجیہات نقل کی ہیں۔

**پہلی توجیہ:** ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک اللہ جل جلالہ نے داؤد علیہ السلام کو جانچا۔

**دوسری توجیہ:** امام سدی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اللہ عزوجل نے داؤد علیہ السلام کو آزمایا۔

6) "فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ" کی وضاحت میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق کے مطابق دو توجیہ نقل کی ہیں:

**پہلی توجیہ:** ابن عباس رضی اللہ عنہما، امام عکرمہ، امام مجاہد اور امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک اس سے مراد پیٹ کی تاریکی، رحم (بچہ دانی) کی تاریکی اور اس جھلی کی تاریکی مراد ہے جو بچے کے اوپر لپٹی ہوتی ہے۔

7) "سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ" امام سدی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عذاب آخرت سے ڈرتا ہے اور جنت کی نعمتوں کی امید رکھتا ہے۔ اس کلام میں سے کون مراد ہے، اس کی وضاحت میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق کے مطابق پانچ اقوال نقل کی ہیں:

**قول دوم:** امام ضحاک رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔

**قول سوم:** ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔

## تفسیر القرآن باقوال التابع التابعین:

1) "رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا" اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق کے مطابق اس میں تین توجیہات ذکر کی ہیں:

**پہلی توجیہ:** امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ زمینوں، آسمانوں اور اس کے درمیان جو کچھ ہے اس کا پیدا کرنے والا ہے۔

2) اللہ عزوجل کے اس آیت: "احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا" کی تشریح میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق تین توجیہات منقول ہیں۔

**دوسری توجیہ:** امام ثوری (سفیان بن سعید بن مسروق ثوری) رحمۃ اللہ علیہ اس کی حکایت کرتے ہیں کہ اس سے مراد رذیل لوگ ہیں (جو قیامت کے دن اپنی تشویشناک حالت پر افسوس کریں گے)۔

3) "فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ" اس کی تبیان میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق کے مطابق دو اقوال بیان کی ہیں:

امام کلبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک ہزار گھوڑے جس میں سے نو سو گھوڑوں کے گردن کاٹے گئے اور سو گھوڑے باقی رہ گئے، اور آجکل لوگوں کے ہاں جو عمدہ نسل والے گھوڑے ہیں یہ اسی گھوڑوں کے نسل میں سے ہیں۔

4) ''رُخَاءً'' کی وضاحت میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق کے مطابق پانچ تاویلات ذکر کئے ہیں:

**تاویل چہارم:** امام ابن زید رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نرم مراد ہے۔

5) ''لَهُمُ الْبُشْرَىٰ'' کی توضیح میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق کے مطابق دو توجیہ ذکر کئے ہیں:

**پہلی توجیہ:** امام مقاتل اور امام یحییٰ بن سلام رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک اس سے جنت مراد ہے۔

**دوسری توجیہ:** امام کلبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس سے ملائکہ کا مومنوں کو بشارت دینا مراد ہے۔

6) ''إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ'' کی تبیان میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق کے مطابق چار توجیہات بیان کی ہیں:

**دوسری توجیہ:** امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ (عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج) کے نزدیک ان کے لیے نہ صرف ان کے اعمال کا اجر شمار ہوتا ہے بلکہ انہیں اس سے زیادہ دیا جاتا ہے۔

7) ''وَرَبُّ الْمَشَارِقِ'' کی وضاحت میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تحقیق کے مطابق دو توجیہات نقل کرتے ہیں:

**دوسری توجیہ:** امام یحییٰ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ اس کی حکایت اس طرح کرتے ہیں اس سے مراد ایک سو اسّی (۱۸۰) مشارق ہیں جس میں ہر روز سورج طلوع ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے آخر میں ختم ہو جاتے ہیں پھر انہی مطالع کی طرف لوٹتے ہیں یہاں تک کہ اپنی پہلی جگہ کی طرف لوٹتا ہے اور مغارب کا ذکر نہیں کیا کیونکہ مشارق اس پر دلالت کرتے ہیں، اور چونکہ طلوع غروب سے پہلے آتے ہیں اس لئے مشارق کو بطور خاص ذکر کیا ہے۔

## ان کے بعد آنے والے مفسرین کے اقوال کے ذریعے تفسیر القرآن:

1) اللہ تعالیٰ کے اس قول ''وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ'' میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق تین توجیہات مذکور ہیں:

**تیسری توجیہ:** امام قطرب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کی پیشانی کو ایک پہاڑی (ٹیلہ) پر رکھا۔

2) اللہ تعالیٰ کے اس قول: ''فَالزَّاجِرَاتِ زَجْرًا'' کی تفسیر میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ تین اقوال ذکر کرتے ہیں:

**قول سوم:** امام نقاش رحمۃ اللہ علیہ اس کی حکایت اس طرح کرتے ہیں کہ اس سے مراد وہ امر اور نہی ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو گناہ سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

3) اور لفظ ''مَّارِدٍ'' کی وضاحت میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق کے مطابق تین توجیہات نقل کی ہیں:

**پہلی توجیہ:** امام ابن بحر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس سے مراد ہے۔ روکنے والا

4) امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق ''المغتسل'' کی وضاحت میں دو توجیہ نقل کی ہیں۔

**دوسری توجیہ:** امام ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ وہ پانی تھا جس سے ایوب علیہ السلام نے غسل کیا تھا۔

## تفسیر القرآن باللغہ وبالأشعار:

اور "ثَاقِبٌ" کی تشریح میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق چھ توجیہات مذکور ہیں:

1) امام زید بن اسلم اور امام اخفش رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک اس سے مراد "آگ جلانے کی جگہ" ہے، ان کے قول سے مراد ہے کہ "اثقب زندك" سے مراد ہے "یعنی اپنی آگ روشن کرو اور شاعر کا کلام سنایا:

"بينما المرء شهاب ثاقب ضرب الدهر سناه فخمد"

ترجمہ: آدمی زمانے میں چمکتا ہوا استارہ ہے مگر زمانے کے تغیرات اس کی روشنی بجھادیتے ہیں۔

2) "إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّن طِينٍ لَّازِبٍ" اس آیت کی تشریح میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق چار تاویلیں مذکور ہیں:

**تاویل چہارم:** لازم، "لازب ولازم" ایک معنی میں مستعمل ہے جس طرح کہ عرب کہتے ہیں "طين لازب ولازم"۔ اور نابغہ کہتے ہیں:

ولا تحسبون الخير لا شر بعده ... ولا تحسبون الشر ضربة لازب

اور خیر کا گمان نہ کرو جس کے بعد کوئی شر نہ ہو اور ایسی شر کا گمان بھی نہ کرو کہ جو چپکنے والا ہو

3) اللہ عزوجل فرماتے ہیں: "ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِنْ حَمِيمٍ" یعنی اس کے مزاج میں گرمی ہوگی اور حمیم اس قریبی گرمی کو کہتے ہیں جو جلانے والی ہو اور اسی میں سے شاعر کا شعر ہے:

كأن الحميم على متنها ... إذا اغترفته بأطساسها

جُمان يجول على فضة ... عَلَتْه حدائد دوّاسها

**ترجمہ:** گویا گرم پانی اس کی پشت پر ہے جب وہ برتنوں میں چلّو سے پانی بھرنے لگے

ہیرے جو چاندی کے اوپر حرکت میں ہیں جس کے اوپر لوہے حرکت کرتا ہے

رشتہ دار کو بھی حمیم کہتے ہیں کیونکہ وہ دل کے قریب ہوتا ہے اور اس کو محموم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی گرمائش جلانے کی قریب ہوتا ہے، اور شاعر کا شعر ہے۔

أحم الله ذلك من لقاءٍ ... آحاد آحاد في الشهر الحلال

**ترجمہ:** یہ ملاقات اللہ پر جوش بنائے جو ہر حل والے مہینے میں جدا جدا ہو

4) لفظ "الشطط" کی اصل میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے دو اقوال ذکر کئے ہیں:

**قول اوّل:** اس کا اصل "بُعد" (دوری) ہے اور عربوں کا قول ہے "شطط الدار" جب وہ دور ہو جائے۔ شاعر کا شعر ہے:

"تشطط غداً دار جير اننا ... والدار بعد غد أبعد "

**ترجمہ:** کل کو ہمارے پڑوسیوں کا گھر دور ہو گی اور کل کے بعد یہ گھر اور دور ہو جائے گی

**قول دوم:** زیادتی۔ شاعر کا شعر:

"ألا يالقومي قد اشطّت عواذلي ... وزعمن أن أودى بحقّي باطلي"

**ترجمہ:** خبر دار اے میری قوم میرے متعلق / میرے حق میں آپ لوگوں نے میری ملامت میں اِفراط / زیادتی کی ہے

اور وہ گمان کرتے ہیں کہ میرا حق باطل میں کھو گیا ہے

5) "وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ" اس آیت کی تبیان میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق کے مطابق تین تاویلات ذکر کی ہیں:

**تاویل اوّل:** امام عطاء رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس سے مراد جنت کی شراب ہے جس کے پینے سے نہ عقل زائل ہو گی اور نہ ہی نشے کی وجہ سے ان کی بردباری (حلم) چلی جائے گی اور اسی سے قول شاعر ہے:

"لعمري لئن أنزفتم أو صحوتُم ... لبئس الندامى كنتم آل أبجرا"

میری عمر کی قسم، اگر تم نشے میں ہو یا نشے میں نہ ہو، تم بدترین ساتھی تھے، اے اَبجرا کے رہنے والو۔

**تاویل سوم:** امام ابو عمرو بن العلاء رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ ہلاک نہیں ہوں گے یہ ماخوذ ہے "نزف الركية" سے جس کے معنی نکسیر کا خون بہنا مراد ہے اور اسی میں سے شاعر کا قول ہے:

"دعيني لا أبا لك أن تطيقي ... لحاك الله قد أنزفت ريقي"

**ترجمہ:** مجھے آپ کے جانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے اللہ عزوجل تم پر اپنا کرم کرے

## آیت میں مذکور قرأتوں کا تذکرہ:

1) اللہ عزوجل کا قول ہے: "بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخُرُونَ" اور لفظ "عَجِبْتَ" میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق کے مطابق دو قراءت نقل کئے ہیں۔

**قراءت اول:** تاء پیش کے ساتھ، اسے امام حمزہ اور امام کسائی رحمۃ اللہ علیہما نے پڑھا ہے جو کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت ہے، اور تعجب کی اضافت اللہ تعالی کی طرف ہوتی ہے، اگرچہ وہ کسی چیز پر حیران نہیں ہوتا، اس لئے کہ تعجب کسی چیز کے واقع ہونے سے ہوتا ہے جس کا اسے علم نہ ہو، اور اللہ تعالیٰ کسی چیز کو وجود دینے سے پہلے ہی جانتا ہے۔

**اور قراءت دوم:** امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ باقی نے تاء پر فتح (زبر) کے ساتھ پڑھا ہے، اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تعجب کی اضافت کی گئی ہے کہ گویا اس نے کہا: بلکہ تم حیران ہوا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

2) اللہ عزوجل فرماتے ہیں: "سَلَامٌ عَلَى إِلْيَاسِينَ" امام نافع اور امام ابن عامر رحمۃ اللہ علیہما کے قراءت میں "سلامٌ علی آل یاسین" (سلام ہو آل یاسین پر) یعنی حمزہ (الف) کو فتح (زبر) اور مد (پیش) کے ساتھ جبکہ لام کو کسرہ (زیر) کے ساتھ پڑھا ہے اور باقی نے حمزہ (الف) کو کسرہ اور لام کو سکون (بغیر حرکت) کے پڑھا اور امام حسن رحمۃ اللہ علیہ نے "سلام علی یاسین" (یاسین پر سلام ہو) یعنی الف اور لام کو ساقط کر کے پڑھا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سلام علی ادراسین (سلام ہو ادراسین پر) پڑھا ہے: کیونکہ اس کی قراءت میں "وإن إدريس لمن المرسلين" ہے۔

3) "وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ" اس آیت کی تبیان میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق کے مطابق تین تاویلات ذکر کی ہیں:

اور یہ تاویل **قراءت** میں اختلاف کی وجہ سے مختلف ہو سکتی ہے۔ تو امام حمزہ اور امام کسائی رحمۃ اللہ علیہما نے لفظ "ینزفون" میں "ز" کو کسرہ (زیر) کے ساتھ پڑھا ہے جبکہ باقیوں نے "یُنزَفون" میں "ز" کو فتح (زبر) کے ساتھ پڑھا ہے، اور ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جب نزف پر فتح یعنی زبر ہو تو وہ منزوف سے ہے جب ان کا عقل نشے کی وجہ سے چلا جائے اور اگر باب افعال سے لیا جائے تو اس کا معنی یہ ہو گا کہ بالکل ہوش نہ رہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے اہل جنت سے نشے کو پھیر دیا ہے تاکہ ان کی نعمتوں کی لذت منقطع نہ ہو۔

## آیت کی تفسیر میں منقول اقوال کے علاوہ اپنے اقوال کا اضافہ:

1) اللہ تعالیٰ کے اس قول: "وَالصَّٰفَّٰتِ صَفًّا" میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق تین توجیہات ہیں:

**اور چوتھا احتمال یہ بھی بیان کی ہے** کہ اس سے مراد مشرکین کے ساتھ لڑنے والے مجاہدین کی صفیں مراد ہیں۔

2) اللہ تعالیٰ کے اس قول:

"فَالزَّاجِرَاتِ زَجْراً" کی تفسیر میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ تین اقوال ذکر کرتے ہیں:

**اور چوتھے قول کا احتمال بھی بیان کی ہے**: کہ اس سے مراد مشرکین کو قتل اور قید کرنا ہے۔

3) اللہ عزوجل کا قول ہے: "بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ" امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق اس آیت کی توضیح میں تین توجیہات ہیں:

**اور چوتھی توجیہ کا احتمال بھی بیان کی ہے**: کہ کفار ممتنع (ناممکن) اور مستبعد (مشکل) میں پڑے ہوئے ہیں۔

4) ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ" کی تشریح میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تحقیق کے مطابق پانچ تاویلات ذکر کرتے ہیں:

**اور تاویل ششم کا احتمال بھی بیان کی ہے** کہ اس سے مراد صرف عزیمت بلا رخصت مراد ہے۔ اور اس کو منزل علی الأمہ قرار دیا کیونکہ یہ انکے أنبیاء علیہم السلام کے ذریعہ نازل ہوئی۔

5) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ" کی تبیان میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تحقیق کے مطابق تین توجیہ بیان کرتے ہیں:

**اور چوتھی توجیہ کا احتمال بھی بیان کی ہے:** بوجہ طاعات الشاقہ والے راستے کو اختیار کرنے کے جس میں مفاز تھا، جو کہ مفازۃ السفر سے مأخوذ ہے۔

**خلاصہ بحث:**

سورت الصافات، ص اور الزمر کے اختصاصی مطالعہ کے بعد ان سورتوں کا جو تجزیہ یہاں پر پیش کیا گیا ہے، ان سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں: امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اپنے زمانے کے مشہور فقیہ اور مفسر کے طور پر ہوتا ہے اور تقریبا ہزار سال گزرنے کے بعد بھی ان کی علوم سے آج بھی لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ ان کی زیادہ تر وابستگی قضاء اور فقہ کے ساتھ رہی ہے لیکن تفسیری میدان میں ان کی تصنیف کردہ تفسیر کو اپنا مقام حاصل ہے۔ آپ کی تصنیف کردہ تفسیر "النکت والعیون" تفسیر بالمأثور و بالمعقول دونوں پر مشتمل ہے لیکن غالب رنگ اس تفسیر پر تفسیر بالمأثور کا ہے۔

آپ کی جمع کردہ تفسیری اقوال متقدمین کی تفاسیر کا نچوڑ ہے، جن میں تفسیر طبری، ابن ابی حاتم، مجاہد، عبد الرزاق بن ہمام اور مقاتل بن سلیمان وغیرہ نمایاں ہیں۔

احادیث مبارکہ صحیحین، سنن اربعہ، مسند أحمد اور صحیح ابن حبان وغیرہ سے لی ہیں۔

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تین سورتوں میں 126 راویوں سے 820 اقوال نقل کئے ہیں جن کو بطور نمونہ فہرست میں کچھ کا تذکرہ کیا ہے:

| سیریل نمبر | راوی کا نام | روایت کردہ اقوال کی تعداد سورۃ الصافات میں | روایت کردہ اقوال کی تعداد سورۃ ص میں | روایت کردہ اقوال کی تعداد سورۃ الزمر میں | تینوں سورتوں میں کل تعداد |
|---|---|---|---|---|---|
| 1 | ابن عباس رضی اللہ عنہما | 42 | 32 | 13 | 87 |
| 2 | ابن مسعود رضی اللہ عنہ | 11 | 4 | 1 | 16 |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| 3 | سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ | 14 | 6 | 4 | 24 |
| 4 | سدی رحمۃ اللہ علیہ | 24 | 29 | 28 | 81 |
| 5 | قتادہ رحمۃ اللہ علیہ | 45 | 35 | 18 | 98 |
| 6 | حسن رحمۃ اللہ علیہ | 19 | 20 | 17 | 56 |
| 7 | مجاھد رحمۃ اللہ علیہ | 24 | 25 | 11 | 60 |
| 8 | ضحاک رحمۃ اللہ علیہ | 9 | 12 | 10 | 31 |
| 9 | ابن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ | 13 | 13 | 12 | 38 |
| 10 | عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ | 10 | 2 | 3 | 15 |
| 11 | ابن بحر رحمۃ اللہ علیہ | 1 | 8 | 3 | 12 |
| 12 | کلبی رحمۃ اللہ علیہ | 13 | 6 | 10 | 29 |
| 15 | مقاتل رحمۃ اللہ علیہ | 9 | 10 | 5 | 24 |
| 16 | ابن زید رحمۃ اللہ علیہ | 3 | 4 | 7 | 14 |
| 17 | یحییٰ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ | 9 | 5 | 10 | 24 |

## نتائج البحث:

1) تفسیر النکت والعیون کا اپنا ایک جداگانہ اسلوب ہے۔

2) امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس تفسیر میں ان اقوال و آثار کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے جو دوسرے مفسرین نے ذکر کئے ہیں اور اپنے اقوال کا بھی اضافہ کیا ہے۔

3) امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ تر اقوال طبری، مجاھد، مقاتل بن سلیمان، اِسحاق بن اِبراہیم بستی، عبدالرزاق بن ھمام، نصر بن محمد سمرقندی، اِبن فورک، اَحمد بن محمد ثعلبی، مکی بن اَبی طالب، یحیٰ بن سلام، اَبو جعفر النحاس، سفیان ثوری اور ابن ابی حاتم کی تفاسیر سے لئے ہیں، ان کے علاوہ تفسیر ضحاک، اَبو عبیدہ کی تفسیر مجازالقرآن، امام ابن قتیبہ کی تفسیر غریب القرآن، امام فراء، قطرب اور زجاج کی معانی القرآن سے نقل کئے ہیں، بعض اقوال کا تذکرہ متقدمین کی تفاسیر میں تلاش بسیار کے بعد بھی نہیں ملتے تاہم متاخرین نے انہی اقوال کو امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ

سے لفظاً یا معناً روایت کیا ہے۔ جیسے ابن کثیر، قرطبی، ابن جوزی، اور سیوطی ؒ وغیرہ۔

4) امام ماوردی ؒ اقوال ذکر کرتے ہوئے صرف راوی کا نام ذکر کرتا ہے، راوی کا تفصیلی حال تخریج اقوال کے بعد ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ الصافات کے آیت "كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَكْنُونٌ" کے ذیل میں امام عطاء ؒ کا تذکرہ، یہاں پر اس بات کا پتہ نہیں چلتا کہ امام عطاء ؒ سے مراد امام عطاء الخراسانی، امام عطاء بن أبی رباح یا امام عطاء بن دینار ؒ میں سے کون صاحب ہے کیونکہ انہی تین سورتوں میں امام ماوردی ؒ نے تینوں کے اقوال نقل کئے ہیں۔

5) امام ماوردی ؒ احادیث اور اقوال ذکر کرتے ہوئے سند کا التزام نہیں کرتے۔

6) ان تین سورتوں میں 58 مقامات ایسے آئے ہیں جہاں پر امام ماوردی ؒ نے قول کو کسی کی طرف منسوب نہیں کیا ہے، لیکن متقدمین کی تفاسیر میں وہ اقوال بمع قائل مذکور ہیں۔

## حوالہ جات

(1) تاج الدين عبد الوهاب بن تقي الدين، السبكي، (٧٧١هـ)، طبقات الشافعية الكبرى، (المحقق: د. محمود محمد الطناحي د. عبد الفتاح محمد الحلو)، (هجر للطباعة والنشر والتوزيع، ١٤١٣هـ)، ٥:٢٦٧۔

(2) عبد الحي بن أحمد بن محمد ابن العماد العَكري الحنبلي، أبو الفلاح (١٠٨٩هـ)، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، (حققه: محمود الأرناؤوط)، (خرج أحاديثه: عبد القادر الأرناؤوط)، (بيروت: دار ابن كثير، دمشق، ١٤٠٦ هـ)، ٥:٢١٩؛ عز الدين ابن الأثير الجزري، (٦٣٠هـ)، اللباب في تهذيب الأنساب، (بيروت: دار صادر، ١٤٠٠هـ)، ٣:١٥٦۔

(3) أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري البغدادي، الشهير بالماوردي (٤٥٠هـ)، الحاوي الكبير في فقه مذهب الإمام الشافعي وهو شرح مختصر المزني، (المحقق: الشيخ علي محمد معوض - الشيخ عادل أحمد عبد الموجود)، (بيروت: دار الكتب العلمية، لبنان، ١٤١٩ هـ)، جلد:المقدمة :٥٥۔

(4) أبو اسحاق إبراهيم بن علي الشيرازي، (٤٧٦هـ)، طبقات الفقهاء، (هذبهُ: محمد بن مكرم ابن منظور (٧١١هـ))، (المحقق: إحسان عباس)، (بيروت: دار الرائد العربي، لبنان، ١٩٧٠)، جلد:١، ص:١٣١۔

(5) عبد الحي بن أحمد بن محمد ابن العماد العَكري الحنبلي، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، ٥:٢١٩۔

(6) أبو العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر، ابن خلكان، البرمكي، الإربلي، (٦٨١هـ)، وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان ، (إحسان عباس)، (بيروت: دار صادر، ١٩٩٤ء)، ٣:٢٨٣۔

(7) ابن خلكان، وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان ،٣:٢٨٣؛ عبد الحي بن أحمد بن محمد ابن العماد العَكري

الحنبلي، أبو الفلاح، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، ٥:٢١٩۔

(8) أبو العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر، ابن خلكان، البرمكي، الإربلي، (٦٨١ھ)، وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان ،(إحسان عباس)، (بيروت: دار صادر، ١٩٩٤ء)، ٣:٢٨٣۔

(9) البغدادي، تاريخ بغداد (تاريخ مدينة السلام وأخبار محدثيها وذكر قطانها العلماء من غير أهلها ووارديها)، 13:587۔

(10) ابن خلكان، وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان ،٣:٢٨٢۔

(11) جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (ت ٥٩٧ھ)، المنتظم في تاريخ الأمم والملوك، (المحقق: محمد عبد القادر عطا، مصطفى عبد القادر عطا)، (بيروت: دار الكتب العلمية، ١٤١٢ھ)، ١٦:٤١۔

(12) الماوردي، الحاوي الكبير، جلد:المقدمة :٧٩۔

(13) نفس المصدر، جلد:المقدمة :٧٨۔

(14) نفس المصدر، جلد:المقدمة :٧٩۔

(15) الماوردي، الحاوي الكبير، جلد:المقدمة :٧٩۔

(16) الماوردي، النكت و العيون، جلد:١:١٢۔

(17) نفس المصدر، جلد:١:١٣۔

(18) جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي، (٥٩٧ھ)، المنتظم في تاريخ الأمم والملوك، (المحقق: محمد عبد القادر عطا، مصطفى عبد القادر عطا)،( بيروت: دار الكتب العلمية، ١٤١٢ھ)، ١٦:٤١ ۔

(19) الماوردي، الحاوي الكبير، جلد:المقدمة :٧٨۔

(20) نفس المصدر :٧٩۔

(21) نفس المصدر :٧٩۔

(22) نفس المصدر :٧٨۔

(23) ابن خلكان، وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان ،٣:٢٨٣؛ شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي، (٧٤٨ھ)، سير أعلام النبلاء، (مصر: دار الحديث، القاهرة، ١٤٢٧ھ)، ١٣:٣١٢۔

(24) شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (٧٤٨ھ)، ميزان الاعتدال في نقد الرجال، (تحقيق: علي محمد البجاوي (١٣٩٩ھ))، (بيروت: دار المعرفة للطباعة والنشر، لبنان، ١٣٨٢ھ)، ٣:١٥٥۔

(25) أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، (٨٥٢ ھ)، لسان الميزان، (بيروت: دار البشائر الإسلامية، لبنان، ١٤٢٣ھ) ،٦:٢٤۔

(26) عبد الحي بن أحمد بن محمد ابن العماد العَكري الحنبلي، أبو الفلاح (١٠٨٩ھ)، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، (حققه: محمود الأرناؤوط، خرج أحاديثه: عبد القادر الأرناؤوط)، (بيروت: دار ابن كثير، دمشق، ١٤٠٦ ھ)، 5:218۔

(27) السبكي، طبقات الشافعية الكبرى، ٥:٢٧٠ ـ

(28) نفس المصدر، ٥:٢٦٨ ـ

(29) إبن الجوزي، المنتظم في تاريخ الأمم والملوك، ١٦:٤١ ـ

(30) السبكي، طبقات الشافعية الكبرى،٥:٢٦٨ ـ

(31) أبو العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر ابن خلكان البرمكي الإربلي (٦٨١هـ)، وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان، (إحسان عباس)، (بيروت: دار صادر، ١٩٠٠ء)، ٣:٢٨٢ ـ

(32) عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي، (٩١١هـ) ، طبقات المفسرين العشرين، (المحقق: علي محمد عمر)، (القاهرة: مكتبة وهبة، ١٣٩٦)، ص: ٨٣ـ

(33) الذهبي، سير أعلام النبلاء، ١٣:٣١١ـ

(34) إبن كثير، البداية والنهاية، ١٥:٧٦٢ـ

(35) أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، (٨٥٢هـ)، لسان الميزان، (بيروت: دار البشائر الإسلامية، لبنان، ١٤٢٣هـ) ،٦:٢٤ ـ

(36) السبكي، طبقات الشافعية الكبرى،٥:٢٧٤ ـ

(37) البغدادي، تاريخ بغداد (تاريخ مدينة السلام وأخبار محدثيها وذكر قطانها العلماء من غير أهلها ووارديها)، 587:13ـ

(38) عثمان بن عبد الرحمن، أبو عمرو، تقي الدين المعروف بابن الصلاح، (٦٤٣هـ)، طبقات الفقهاء الشافعية، (المحقق: محيي الدين علي نجيب)، (بيروت: دار البشائر الإسلامية،١٩٩٢ء)، ٢:٦٣٧ـ

(39) مصطفى بن عبد الله، الشهير بـ (حاجي خليفة)، وبـ (كاتب جلبي) (١٠٦٧هـ)، كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون، (إسطنبول: وكالة المعارف، ١٣٦٠هـ)، ٢:١٩٧٨ـ

(40) نفس المصدر، ١:٤٥٨ـ

(41) نفس المصدر، ٢:١١٨٨ـ

(42) إبن كثير، البداية والنهاية، (دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان) ١٥:٧٦٢؛ إبن كثير، البداية والنهاية، (بيروت: دار ابن كثير، دمشق)١٣:١٤٣، السبكي، طبقات الشافعية الكبرى،٥:٢٧٤ ـ

(43) شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي، سير أعلام النبلاء، ١٣:٣١١؛ عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (٩١١هـ)، طبقات المفسرين العشرين، (المحقق: علي محمد عمر)، (القاهرة: مكتبة وهبة، تاريخ النشر بالشاملة: ٨ ذو الحجة ١٤٣١)، مجلد: واحد، ص٨٣ـ

(44) ابو الحسن على بن الحسن الهنائى، کراع(310ھ)المنجد فی اللغۃ ،(قاہرہ: عالم الکتب،1988ء)ص836 ـ

(45) على بن محمد الشريف ، الجرجانی ،کتاب التعریفات ، (بیروت: لبنان، ط 1985 )۔باب المیم ص266،

(46) محمد بن مکرم بن على بن احمد الانصاری الافریقی، ابن منظور (630ھ)،لسان العرب(بیروت: داراحیاء التراث العربی لبنان،1419،)3199:6ـ

(47) آپ عبدالرحمٰن بن کیسان ابوبکر الاصم ،شیخ المعتزلہ کے نام سے مشہور ہے ان کی تصانیف میں ایک تفسیر اور کتاب خلق القرآن ،اور کتاب الحجۃوالرسل ہے۔ 201 ھ میں وفات پائی ، شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي، سير أعلام النبلاء، ۱۲۳:۸، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، لسان الميزان، ۱۲۱:۵۔

(48) آپ ابو سلمہ محمد بن بحر لاصبہانی معتزلی ہے ،آپ کی ایک تفسیر بھی ہے ۔۳۲۲ ھ کو وفات پائی ، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، لسان الميزان، ٦:٧۔

(49) ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی (450ھ)،النکت والعیون ،( بیروت :دار الکتب العلمیہ لبنان طبع ،1400ھ )،65:1۔

(50) الماوردی ، النکت والعیون، 68،69:1۔

(51) مذکور ،422:2۔

(52) مذکور ، 220:6۔

(53) مذکور ، 76:1۔

(54) مذکور ،548:4۔

(55) بدر محمد الصمیط ،منہج الماوردی فی تفسیرہ النکت و العیون، ص85۔

(56) مذکور ،ص 86۔

(57) مذکور ، ص 87۔

(58) الماوردی،النکت و العیون ،21:1۔

(59) مذکور۔

(60) مؤتلف اور مختلف محدثین کی اصطلاح ہے اس کا مطلب ہے راویوں کے نام القاب اور کنیت جو صورت اور لکھنے میں تو ایک جیسے ہو، تو اسے مؤتلف لیکن بولنے میں مختلف ہو تو اسے مختلف کہتے ہیں۔ ،خطیب بغدادی، مفاتیح التفسیر،724:2۔

(61) الماوردی ،النکت والعیون ،405:1۔

(62) محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب ،الآملی،ابو جعفر ،الطبری،(310ھ)جامع البیان فی تاؤئل ای القرآن ،(مصر : مرکزالبحوث والدراسات الاسلامیہ قاہرہ،1422ھ )524:5۔

(63) الماوردی،النکت و العیون، 328:3۔

(64) مذکور ،179:3۔

(65) مذکور ، 39:4۔

(66) مذکور ، 380:2۔

(67) مذکور ،94:2۔

(68) مذکور ،182:1۔

(69) مذکور ،60:4۔

(70) آپ لبید بن ربیعہ بن مالک ابو عقیل العامری (41ھ) ہے،زمانہ جاہلیت کے بڑے شعراء اور اہل نجد

میں سے تھے، اسلام لائے اور مؤلفة القلوب میں سے تھے۔ اسلام لانے کے بعد اشعار کہنا چھوڑ دیا ،صرف ایک شعر "ما عاتب المرء الكريم كنفسه والمرء يصلح الجليس الصالح" کوفہ میں عرصہ دراز تک زندہ رہے، اور صاحب معلقہ بھی ہے، دیوان لبید بن ربیعہ العامری، باب حمد و طماس، (بیروت: دارالمعرفت،1425) ۔ زرکلی ، الاعلام ، حرف العین ، 86:4۔

(71) لبید بن ربیعہ ، العامری ،دیوان لبید بن ربیعہ ، (بیروت: دارالمعرفت ، 2001 ،) حمد و طماس ص 34 ،الماوردی ،النکت والعیون 276:6۔

(72) الماوردی، النکت والعیون، 364:2۔

(73) مذکور ،508:2۔

(74) محمد بن إسماعيل، البخاري، الجامع الصحيح، كِتَاب التفسير، بَاب: "وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ"، رقم الحديث: 4533؛ أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (٢٦١هـ)، صحيح مسلم، (المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي)، (بيروت: دار إحياء التراث العربي، ١٣٧٤هـ)، بذيل، كتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب في البعث والنشور، وصفة الأرض يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الرقم الحديث: 2791۔

(75) البخاري، الجامع الصحيح، كتاب المناقب، بَاب: سُؤَالِ الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُرِيَهُمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم آيَةً، فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ، رقم الحديث: 3445۔

(76) البخاري، الجامع الصحيح، كتاب الجماعة والإمامة، بَاب: إقامة الصف من تمام الصلاة، رقم الحديث: 690؛ مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها، والازدحام على الصف الأول والمسابقة إليها، وتقديم أولي الفضل وتقريبهم من الإمام، رقم الحديث: 122 - (432)۔